إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

The AL FAZL QADIAN

تار کا پتہ الفضل قادیان

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ۱ر

نمبر ۴۱ جلد ۱۶ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۸ء یوم جمعہ مطابق ۲ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ

مدینۃ المسیح

ہفتہ زیر رپورٹ اس وجہ سے قادیان کی تاریخ میں یادگار رہیگا - کہ ۱۴ر نومبر ریل کی پٹڑی قادیان کی حد میں پہونچ گئی - اس دن سکولوں اور تمام دفاتر میں تعطیل کی گئی - اور لوگ جوق در جوق ریلوے لائن دیکھنے کے لئے جاتے رہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد فرمانے پر کہ نئے راستے کھلنے پر کئی قسم کی مکروہات کا بھی خدشہ ہوتا ہے - اس لئے ساری جماعت اور مرکز سلسلہ کے لئے ریل کے مفید ہونے اور بابرکت ہونے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں - اور صدقہ دینا چاہیئے - تمام مساجد میں دعائیں کرنے کا اعلان کیا گیا - اور بورڈ پر لکھکر بھی ہر خاص و عام کو مطلع کیا گیا - نیز غربا اور مساکین میں صدقہ بھی تقسیم کیا گیا جس میں صدر انجمن نے بھی ساری جماعت کی طرف سے ایک رقم دی ۔

۱۶ر نومبر کو ریلوے لائن قادیان کے سٹیشن تک عین اس وقت پہونچی - جبکہ جمعہ کی نماز ہو رہی تھی - نماز کے بعد مرد عورتیں اور بچے سٹیشن پر جمع ہونے شروع ہو گئے - اور قریباً دو اڑھائی ہزار کا مجمع ہو گیا - ریلوے کے مزدوروں اور ملازمین کے کام ختم کرنے پر ان میں مٹھائی تقسیم کی گئی - جس کا انتظام مقامی چندہ سے کیا گیا تھا اور جب گاڑی بٹالہ کی طرف واپس روانہ ہوئی - تو اس کے نیچے گولے رکھکر چلائے گئے ۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور حضرت میاں شریف احمد صاحب بذات خود تشریف رکھتے اور بہت دلچسپی لیتے رہے ۔

سٹیشن کی عمارت قریباً بن چکی ہے - اب اس کی اور ریلوے لائن کی تکمیل باقی ہے - جو امید ہے بہت جلدی ہو جائیگی - اور ان شاء اللہ سالانہ جلسہ پر گاڑی چلنی شروع ہو جائیگی ۔

ایک عزیز مکرم نے ریلوے لائن کے متعلق حسب ذیل امور نوٹ کئے ہیں:-

قادیان دارالامان کی زمین میں ۱۴ر نومبر ۱۹۲۸ء کو ریل داخل ہوئی - پہلی تھپیری - دس بجکر ۷ منٹ پر اور پہلی ریل (پٹڑی) دس بجکر ۲۹ منٹ پر رکھی گئی - پٹڑی کا پہلا جوڑ دس بجکر ۳۳ منٹ پر ملایا گیا - پہلی جرابی دس بجکر ۳۷ منٹ پر کی گئی - پہلا چھکڑا دس بجکر ۵۹ منٹ پر چلا اور پہلا انجن گیارہ بجکر ۳۰ منٹ پر داخل ہوا - پوری گاڑی گیارہ بجکر ۴۲ منٹ پر داخل ہوئی -

احمدیہ مشن لنڈن کیلئے احمدی خواتین کا چندہ

۱- لجنہ اماء اللہ امرتسر کا ایک غیر معمولی جلسہ ۲۸ر اکتوبر ۱۲ بجے دوپہر منعقد ہوا - جس میں جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے لیکچر دیا - جس کا بہت اچھا اثر ہوا - بعد میں احمدی مستورات کو حضرت اقدس کی اس اپیل کی طرف توجہ دلائی گئی جو لنڈن مشن کے متعلق ہے - اس پر بہنوں نے وعدے لکھوائے - اور بعض نے اسی وقت ادا کر دیا - کل چندہ وعدے اور ادائیگی ملا کے ۱۲۱/۱۲/۔ ہوا - حاضرات کی تعداد چالیس کے قریب تھی - غیر احمدی مستورات بھی جلسہ میں شامل تھیں ۔ خاکسار محمدی بیگم از امرتسر

۲- ۴ر نومبر لدھیانہ انجمن احمدیہ کی مستورات کا جلسہ سید محمد حسین صاحب قانون گو کے مکان پر ہوا - الحمد للہ کہ امید سے بڑھکر کامیابی ہوئی حضرت امام جماعت کی تحریک پڑھکر سنائی گئی - ۴۳ روپیہ نقد چندہ ہوا اور کچھ زیورات جمع ہوئے - کل چندہ ۵۰ روپے کے لگ بھگ ہو گیا ۔ برکت علی لائق

۳- حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد عالیہ کے مطابق ۱۱ر نومبر ایک جلسہ مستورات کا منعقد کر کے احمدیہ مشن لنڈن کے چندہ کے لئے تحریک کی گئی - بیس روپیہ کے قریب چندہ فراہم ہوا جو عنقریب مرکز میں روانہ کر دیا جائیگا ۔ (عاجز عبد الغفور خاں کراچی)

منارۃ المسیح کیلئے چندہ دہندگان کی فہرست

منارۃ المسیح کے چندہ کے متعلق بار بار اخبار میں اعلان شائع کیا گیا ہے۔ کہ جن جن دوستوں نے اس فنڈ میں چندہ دیا ہو۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ اب تک جو فہرست دستیاب ہوئی ہے۔ وہ پھر اخبار میں شائع کی جاتی ہے۔ اور ان کے نام کندہ کرانے کی مجلس نے منظوری دیدی ہے۔ اگر کوئی دوست اس فہرست میں شامل ہونے کے لئے اب تک اطلاع نہ دے سکے ہوں۔ تو وہ اب بھی دیدیں۔ ۱۲ اور ۹ اپنا اپنا بقایا جلد ادا کر دیں۔ تا کہ ان کا نام بھی درج کیا جا سکے۔ بصورت عدم ادائیگی مجلس نے ان کا نام منظور نہیں فرمایا۔ ذوالفقار علی خان۔ ناظر اعلیٰ

۱۔ بابو محمد افضل صاحب سپرنٹنڈنٹ ٹو ریزیڈنٹ وزیرستان یک صد روپیہ
۲۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم از افریقہ یک صد روپیہ
۳۔ بابو محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار بدر یک صد روپیہ
۴۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم یک صد روپیہ
۵۔ پیر برکت علی صاحب رئیس ״
۶۔ حافظ روشن علی صاحب ״
۷۔ منشی گوہر علی صاحب سکنہ کوٹلہ افغاناں ضلع گورداسپور یک صد روپیہ
۸۔ قاضی امیر حسین صاحب علی پور ملتان یک صد روپیہ
۹۔ مولوی شیر علی صاحب ״
۱۰۔ مولوی ذوالفقار علی خان صاحب ״
۱۱۔ خان بہادر محمد علی خان صاحب ״
۱۲۔ رحمت اللہ۔ عبدالقدیر۔ عبدالرحیم۔ حبیب اللہ پسران مولوی عبداللہ صاحب سنوری ۵۰ ؏
۱۳۔ شیخ مشتاق حسین صاحب گوجرانوالہ یک صد روپیہ
۱۴۔ مولوی قمر الدین صاحب چوڑہ بازار لدھیانہ ״
۱۵۔ خان صاحب منشی فرزند علی صاحب ״
۱۶۔ اہلیہ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب ״
۱۷۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب ״
۱۸۔ محمد اکبر خان صاحب بٹالہ ״
۱۹۔ محمد حیات خان صاحب پنشنر حافظ آباد ״
۲۰۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور ״
۲۱۔ چوہدری حاکم علی صاحب ״
۲۲۔ خان صاحب منشی برکت علی صاحب شملہ ״
۲۳۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ״
۲۴۔ جماعت لیگوس پچاس پونڈ
۲۵۔ عالمگیر خان صاحب گنبٹ یک صد روپیہ
۲۶۔ مستری علی بخش صاحب معمار فریدکوٹ یک صد روپیہ
۲۷۔ اہلیہ صاحبہ ״ ״ ״ یک صد روپیہ
۲۸۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کوہاٹ یک صد روپیہ
۲۹۔ میاں محمد صدیق صاحب۔ میاں خیر الدین صاحب میاں امام الدین صاحب میاں جمال الدین صاحب سیکھواں للعہ ۵۰ ؏
۳۰۔ علی اظفر برادر ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر یک صد روپیہ
۳۱۔ شیخ فضل حق صاحب بٹالہ یک صد روپیہ
۳۲۔ حاجی گلزار محمد صاحب بٹالہ یک صد روپیہ
۳۳۔ علی محمد صاحب تحصیلدار یک صد روپیہ
۳۴۔ شیخ فضل احمد صاحب کیمبل کورر راولپنڈی یک صد روپیہ
۳۵۔ اہلیہ شیخ فضل احمد صاحب ״ ״ یک صد روپیہ
۳۶۔ شیخ یعقوب علی صاحب یک صد روپیہ
۳۷۔ اہلیہ شیخ یعقوب علی صاحب یک صد روپیہ
۳۸۔ محمودہ دختر شیخ یعقوب علی صاحب و شیخ غلام غوث صاحب پچاس روپے
۳۹۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب یک صد روپیہ
۴۰۔ منشی محمد جان صاحب مرحوم یک صد روپیہ
۴۱۔ غلام نبی صاحب سیٹھی یک صد روپیہ
۴۲۔ شیخ کرم الٰہی صاحب دکیل پٹیالہ یک صد روپیہ
۴۳۔ بابو جمال دین صاحب گوجرانوالہ یک صد روپیہ
۴۴۔ مولوی عمر الدین صاحب شریخ یک صد روپیہ
۴۵۔ اہلیہ ״ ״ ״ ״ یک صد روپیہ
۴۶۔ منشی محمد الدین صاحب کھاریاں یک صد روپیہ
۴۷۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نوشہرہ ایران یک صد روپیہ
۴۸۔ بچگان ״ ״ ״ ״ یک صد روپیہ
۴۹۔ ڈاکٹر فضل دین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ ״
۵۰۔ اہلیہ ״ ״ ״ ״ ״
۵۱۔ بچگان ״ ״ ״ ״ ״
۵۲۔ حاجی غلام احمد صاحب کریام یک صد روپیہ
۵۳۔ قاضی عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر قادیان یک صد روپیہ
۵۴۔ غلام نبی صاحب ماہل پور ضلع ہوشیارپور یک صد روپیہ
۵۵۔ شیخ احمد اللہ صاحب نوشہرہ چھاؤنی یک صد روپیہ
۵۶۔ صوفی محمد علی صاحب مرحوم والد محمد رفیع صاحب سندھ یک صد روپیہ
۵۷۔ محمد عبداللہ صاحب فیروز پور یک صد روپیہ
۵۸۔ سیٹھی موسیٰ بن عثمان صاحب جام نگر یک صد روپیہ
۵۹۔ ڈاکٹر رامانند صاحب ضلع گوڑداں یک صد روپیہ
۶۰۔ غلام امام صاحب شاہجہانپوری یک صد روپیہ
۶۱۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب کابل یک صد روپیہ
۶۲۔ سیٹھ اللہ دین صاحب سکندرآباد یک صد روپیہ
۶۳۔ منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری یک صد روپیہ
۶۴۔ بابو محمد شفیع صاحب ولد ״ ״ یک صد روپیہ
۶۵۔ ماسٹر محمد الدین صاحب یک صد روپیہ
۶۶۔ بچگان ״ ״ ۵ ؏
۶۷۔ حافظ سید عبدالوحید صاحب منصوری یک صد روپیہ
۶۸۔ حافظ سید عبدالمجید صاحب منصوری یک صد روپیہ
۶۹۔ حافظ سید عبدالحمید صاحب منصوری یک صد روپیہ
۷۰۔ نادر خان صاحب یک صد روپیہ
۷۱۔ بابو اعجاز حسین صاحب دہلی یک صد روپیہ
۷۲۔ سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب سکندرآباد یک صد روپیہ
۷۳۔ اہلیہ ״ ״ ״ ״ یک صد روپیہ
۷۴۔ حاجی ملا امام بخش صاحب یک صد روپیہ
۷۵۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی یک صد روپیہ
۷۶۔ غلام حسین صاحب صوبیدار یک صد روپیہ
۷۷۔ ماسٹر محمد طفیل صاحب قادیان یک صد روپیہ

نہرو رپورٹ کے خلاف جلسہ

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ آج مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۲۸ء بہ سرپرستی انجمن احمدیہ گوکھووال زیر صدارت جناب حکیم مولوی عبدالرحمٰن صاحب ملک احمدی مسلمانان موضع گوکھووال چک نمبر ۲۷۶ احمدیہ چوک میں جلسہ ہوا جس میں نہرو کمیٹی رپورٹ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ تلاوت و نظم کے بعد آغا محمد عبدالعزیز فاروقی صاحب احمدی مبلغ نے نہرو رپورٹ کے نقائص بیان کئے اور ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور سامعین کی طرف سے تائیدی جواب تمام نہرو رپورٹ کے نقائص پر لئے۔ بعد ازاں خاکسار نے تائید کی۔ اور جناب صوفی محمد عبداللہ صاحب احمدی اور جناب صدر جلسہ نے بھی پرزور الفاظ سے مزید تائید کی۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

۱۔ یہ مسلمانان گوکھووال چک نمبر ۲۷۶ کا عظیم الشان جلسہ نہرو رپورٹ کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔

۲۔ ہم التماس کرتے ہیں۔ کہ سائمن کمیشن ہرگز نہرو رپورٹ کو تسلیم نہ کرے۔ جس میں مسلمانوں کے سراسر برخلاف مشورے پیش کئے گئے جن سے مسلمانوں کے مفاد کو زائل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ سائمن کمیشن کے ورود ہندوستان پر خیر مقدم کا تار ارسال کیا جائے۔ نیز ریزولیوشن ہذا پریس میں بھیجا جائے۔

خاکسار

چراغ الدین احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گوکھووال

چک نمبر ۲۷۶ ضلع لائل پور

جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء کے متعلق

اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ اواخر دسمبر ۱۹۲۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد اور آپ کے اسوہ حسنہ کے مطابق قادیان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس جلسہ کے متعلق مالی پہلو سے جو تحریک ناظر صاحب بیت المال کی "الفضل" کے ذریعہ شائع ہو چکی ہے۔ اُس کے متعلق اس جگہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ سوائے اس کے کہ درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ احباب کو چاہئے۔ کہ بغیر کسی توقف کے فی الفور اس کی تعمیل فرمائیں۔ اور ناظر صاحب کی تجویز کے مطابق پچیس ہزار روپیہ کی مطلوبہ رقم جلد سے جلد فراہم کر کے قادیان میں روانہ فرمائیں۔ اور جن جماعتوں کو اجناس کی مثلاً گھی وغیرہ کی تحریک کی گئی ہے۔ وہ بصورت اجناس امداد دے کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اصل مقصد میرا اس مضمون سے یہ ہے۔ کہ میں بحیثیت منتظم جلسہ سالانہ چند ضروری باتیں۔ احباب کے گوش گذار کروں۔ امید ہے۔ کہ احباب ان باتوں پر غور کرینگے۔ اور دوسروں تک پہونچا کر ان کو بھی اس طرف متوجہ فرمائینگے

امر اوّل

پہلی بات جو میں احباب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وُہ یہ ہے۔ کہ تمام احباب کو حتے الوسع یہ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ وہ اس جلسہ سالانہ پر تشریف لا کر ان برکات سے متمتع ہوں۔ جن برکات کے حصول کے لئے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس ارض مقدس میں اس جلسہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اور نہ صرف خود آئیں۔ بلکہ اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لائیں۔ تاکہ معصوم بچے اور ناواقف مستورات کا بھی سلسلہ کے مرکز سے تعلق پیدا ہو۔ اور وُہ اپنے سرپرستوں کے بعد بھی اس مقدس سرزمین سے تعلق قائم رکھیں۔ جس سے وابستگی دوسرے لفظوں میں احمدیت سے وابستگی کہنی چاہئے۔ پھر نہ صرف اپنے اہل و عیال کو ہی لائیں۔ بلکہ اپنے غیر احمدی دوستوں اور غیر مسلم واقف کاروں کو ہمراہ لانا چاہئے۔ تاکہ وُہ اس عظیم الشان اجتماع اور مختلف ممالک اور علاقوں سے آئے ہوئے فوج در فوج احمدیوں کو دیکھ کر اور حضرت مسیح موعود کے گمنامی اور کس مپرسی کے ایام کے الہام یاتون من کل فج عمیق کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھکر ہمارے امام ہمام علیہ السلام کی غیر مشتبہ صداقت کے قائل ہو کر دخلوا فی دین اللہ افواجا کا مصداق ہو سکیں۔ ہجرت سے کمزور۔ بوڑھے۔ بیمار اور معذور احمدیوں اور نازک مزاج۔ آرام طلب غیر احمدیوں کے لئے بٹالہ سے قادیان کا سفر اس مقدس اجتماع میں شرکت سے محرومی کا باعث تھا۔ مگر یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے اس مانع کو بھی دور فرمایا۔ اور قاتل دجال نے دجال کو قتل کر کے اس کا گدھا بطور مال غنیمت اپنے متبعین کی سواری اور آرام کے لئے قادیان میں طلب کیا۔ یعنی یہ کہ انشاء اللہ اس دفعہ ایام جلسہ میں احباب بٹالہ سے قادیان تک ریل کے ذریعہ سفر کرینگے اور یکوں اور ٹمٹموں اور کچے راستہ کی وجہ سے موٹروں کے ہچکولوں سے نجات پائیں گے۔ پس اس نعمت عظمےٰ کی عملاً قدر کرنی چاہیئے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ اور تمام موانع پر قابو پا کر اس دفعہ اس تقریب میں شریک ہونا چاہئے۔ ریل کا افتتاح ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۸ء سے ہوگا۔ ٹائم ٹیبل سے بعد میں انشاء اللہ اطلاع دیجائیگی۔

امر دوم

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قادیان میں مکانات کی قلت ہے۔ اور انشاء اللہ آنے والوں کی کثرت ہوگی۔ اور خدا کرے کہ آئندہ ہمیشہ ایسا ہی ہو۔ کہ آنے والے مکینوں کی تعداد مکانوں کی گنجائش سے زیادہ ہوا کرے۔ کیونکہ جائے تنگ است و مردمان بسیار سے پالا پڑے۔ تبھی آنے والے مہمانوں اور خدمت کرنے والے میزبانوں کو یاتون من کل فج عمیق کا الہام ایمان کو تازگی بخش سکتا ہے۔

پس مکانوں کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں احباب سے یہ گذارش کرونگا کہ وُہ حتے الوسع الگ مکانوں کے متمنی نہ ہوں۔ بلکہ عورتیں عورتوں میں ٹھہریں۔ اور مرد مردوں میں۔ اس میں کوئی تکلیف بھی نہیں کیونکہ مرد دن میں کئی مرتبہ اپنے بال بچوں کی خبر گیری کے لئے ان کی جائے رہائش تک پہونچ سکتا ہے۔ بے شک بعض لوگوں کا یہ عذر ہوتا ہے کہ ہماری بیوی پہلی دفعہ آئی ہے وُہ اجنبی ہے۔ کسی عورت سے واقف نہیں۔ یا یہ کہ بال بچے بیمار ہیں۔ وہ ہماری نگرانی کے بغیر نہیں رہ سکتے یا یہ کہ ہماری اہلیہ غیر احمدی ہے۔ ابھی وہ یہ قربانی نہیں کر سکتی۔ وغیرہ وغیرہ لیکن باوجود ان معذوریوں اور صحیح معذوریوں کے میں احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ وُہ ابھی سے اپنے بال بچوں کو سب عورتوں کے ساتھ ٹھہرنے کی ترغیب دیں۔ لیکن ہر قاعدہ میں استثناء ہوتا ہے۔ اس لئے اس بارہ میں ہم قطعی انکار بھی نہیں کر سکتے۔ واقعہ میں بعض مکانات ہم کو الگ بھی مہیا کرنے پڑتے ہیں۔ پس میں اس مضمون کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو احباب میری اس تحریک کے باوجود بھی اپنے لئے یا اپنے اہل و عیال کے لئے یا اپنے غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں کے لئے الگ مکان نہ صرف ضروری بلکہ اشد ضروری سمجھتے ہوں۔ وُہ مجھے ماہ نومبر کے آخیر تک اطلاع دیں۔ تاکہ اگر مکان ہم مہیا کر سکے تو ان کو اثبات میں اطلاع دی جائے۔ ورنہ معذوری کا اظہار کر دیا جائے۔ جو دوست آخر نومبر تک اطلاع نہ دینگے۔ دسمبر میں ہم معذور ہونگے۔ کیونکہ تنگی وقت اور دوسرے کاموں کے ہجوم میں ان کی آرزو کی تعمیل نہیں کی جاسکے گی۔

امر سوم

جو جماعتیں گذشتہ سال دارالعلوم میں ٹھہرائی گئی تھیں۔ وُہ اس دفعہ بھی باہر ہی ٹھہریں گی۔ اور جو اندرون قصبہ میں قیام پذیر تھیں۔ وُہ امسال بھی اندرون قصبہ ہی فروکش ہونگی۔

امر چہارم

سفر اور تکلیف اٹھانا دو لازم ملزوم امر ہیں۔ مشہور مقولہ ہے۔ السفر سقر ولوکان میلاً۔ کہ سفر تو عذاب ہے۔ اگرچہ ایک میل کا ہو۔ اور واقعہ میں سچ ہے۔ حدیث میں بھی لکھا ہے۔ السفر قطعة من العذاب کہ سفر بھی منجملہ تکالیف کے ایک تکلیف ہے۔ پھر خود ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یمنع احدکم طعامه وشرابه ونومه یعنی سفر اس لئے عذاب ہے۔ کہ وُہ مسافر کو کھانے پینے اور سونے سے روکتا ہے۔ یعنی سفر میں کھانے پینے اور سونے کی تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے فرمان نبوی ٹل نہیں سکتا۔ اور ہم خود ہی تمام آنے والے احباب کی خدمت میں اطلاعاً عرض کرتے ہیں۔ کہ یہاں ان کو واقعہ میں کھانے اور پینے اور سونے کے لحاظ سے تکلیف ہوگی۔ لیکن میزبان کا فرض ہے۔ کہ وُہ اپنی طرف سے پوری طرح مہمان کی خدمت کرے۔ پھر جو تکالیف طبعاً سفر کو لازم ہیں۔ وہ بہر حال مسافر کو پہنچیں گی اس لئے میں اس مضمون کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو امور احباب کی نظر میں قابل اصلاح ہوں۔ ان سے تفصیلاً آگاہ فرمائیں۔ تاکہ ان کی اصلاح کے لئے میں اندرون قصبہ اور بیرون قصبہ کے ہر دو ناظم صاحبان کو توجہ دلا سکوں۔ اور خود بھی نگرانی کر سکوں۔ امید ہے کہ احباب اس طرف ضرور توجہ فرمائیں گے۔ اور بڑی سے بڑی بات سے چھوٹی سی چھوٹی بات تک اطلاع دیں گے۔ تاکہ ہم کوشش کریں۔ کہ ان نقائص کا ازالہ ہو جائے۔ وما توفیقنا الا باللہ

امر پنجم

مہمان بسبب شرم کے اور میزبان بسبب کثرت اشغال کے پوری طرح ایک دوسرے سے مہمانی اور میزبانی کے بارہ میں گفتگو نہیں کر سکتے۔ نہ ایسے اجتماعوں میں میزبانوں کی قلت اور مہمانوں کی کثرت کے باعث میزبان ہر مہمان سے اس کی ضروریات تفصیلاً دریافت کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ ہر جماعت ہمیں اپنے مقامی نمائندہ کے نام سے اطلاع دے۔ تاکہ ہم اس کا نام نوٹ کر لیں اور ایام جلسہ میں جس مہمان کو پرہیزی کھانے یا اور کسی قسم کی ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف اپنے مقامی نمائندہ سے کہہ سکے اور وُہ مقامی نمائندہ اپنے کمرہ کے ہماری طرف سے مقرر کردہ منتظم کی معرفت اس کی تعمیل کرا سکے۔ اس طرح مہمان بھی بلا تکلف اپنی تکالیف اور ضروریات کا اظہار کر سکیں گے۔ اور ہمارے مقرر کردہ منتظمین کو بھی علم ہوتا رہے گا۔ اور اسی طرح وُہ

مہمانوں کی تکالیف حتے الوسع دور کرسکیں گے۔ یہ اعلان گذشتہ جلسوں پر بھی ہوتا رہا ہے۔ مگر بہت سی جماعتوں کی طرف سے کبھی نمائندہ کے تقرر کی اطلاع نہیں آیا کرتی۔ میں اس دفعہ خصوصیت سے تمام انجمنوں سے ملتمس ہوں۔ کہ وہ بواپسی مجھے اطلاع دیں کہ ان کی جماعت میں سے کون صاحب ایام جلسہ میں ان کے نمائندہ ہونگے۔ ایسے نمائندوں کے بازو پر بھی کارکن ہونے کی علامت کا تمغہ باندھا جائے گا۔ اور ایک کاپی پر روزانہ ان سے دستخط لئے جائینگے جس میں یا تو وہ تصدیق کرینگے۔ کہ آج اُن کے کمرہ کے کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہیں۔ اور سب ضروریات مہیا ہیں۔ اور یا وہ ضروریات لکھنا ہونگی۔ جو واقعہ میں ان کے کمرہ کے مہمانوں کیلئے لازمی ہونگی تاکہ ہمارے منتظم ان کو مہیا کریں۔

فی الحال اس مضمون میں ان پانچ امور کی طرف توجہ دلاکر اس کو ختم کرتا ہوں۔ بقیہ امور بعد میں انشاءاللہ عرض کروں گا۔

سید محمد اسحاق۔ ناظر ضیافت قادیان

مولوی ثناءاللہ صاحب کی مذبوحی حرکات

ناظرین کو یاد ہوگا مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے اخبار "اہلحدیث" ۱۳ جولائی میں ایک مضمون بعنوان "خلیفہ قادیانی کی غلط بیانی" شائع کرکے اس کے متعلق اعلان کیا تھا۔ "ہم قادیانیوں کو ایک ہفتہ کی مہلت دیتے ہیں۔ کہ وہ اس مدت میں حوالوں کا پتہ دے کر ہم سے انعام وصول کرلیں۔" صلہ ہم نے ٹھیک مقررہ میعاد کے اندر مطبوعہ جواب مولوی صاحب کے گھر پہونچا دیا۔ اور "وصولی انعام" کے لئے بھی مبلغ چار صد روپیہ کا وی۔ پی کردیا۔ ہماری اس مستعدی کے متعلق مولوی صاحب نے نہایت تعجب سے لکھا "حیرت انگیز جلدی یہ کی۔ کہ کوئی کاغذ (الفضل کا پرچہ) چار سو روپیہ کا دلیو کرکے بھیجدیا۔" خیر آپ نے وی۔ پی واپس کردیا۔ اور ۱۰ راگست کے "اہلحدیث" میں ایک بھونڈا سا جواب شائع کیا۔ جس کے متعلق ہم ۱۱ ستمبر کے "الفضل" میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اس پر آپ نے طویل خاموشی اختیار کی۔ ۲۶ راکتوبر کے "اہلحدیث" میں جواب لکھنے کا وعدہ کیا۔ مگر ۲ رنومبر کے اخبار میں صاف لکھ دیا۔

"ہم اپنا آخری جواب محفوظ رکھتے ہیں۔" خوب! ؎

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں۔ یاد رہے۔
او! زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

مولوی صاحب کی پریشانی و سراسیمگی ایک قدرتی بات ہے۔ تقریباً دو ماہ تک غور کرنے کے باوجود جب کوئی بات بن نہیں آئی۔ تو آپ اور کیا کرتے؟ صداقت کا اقرار آپ کے لئے زہر اور چار سو روپیہ انعام کی ادائیگی موت کے برابر ہے۔ اس لئے آپ نے "خوئے بد را بہانہ بسیار" کے مطابق اب ایک عذر لنگ تراشا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"ناظرین جانتے ہونگے۔ کہ جھوٹ کو سچ کر دکھانے کی کوشش کرنا تو قادیانی مشن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ...... اس لئے ہم اپنا آخری جواب محفوظ رکھتے ہیں۔" (اہلحدیث ۲ رنومبر)

بھلا اگر یہ کوئی عذر ہو سکتا تھا۔ تو جناب نے ۱۰ اگست کے اہلحدیث میں چار صفحے سیاہ کرنے کی کیوں زحمت اُٹھائی تھی۔ کیونکہ نہ یہ "جھوٹے بجائے الفاظ" شائع کردئے؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ اب مولوی صاحب کا دل بھی محسوس کررہا ہے۔ کہ جس بات کو انھوں نے "جھوٹ" قرار دیا تھا۔ اس کو "قادیانی مشن" نے "سچ" ثابت کردیا ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا الفاظ کی تہ میں بھی یہی احساس کام کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔

ہم حیران ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے معترض ہوتے ہوئے کس قانون کی بنا پر اپنے لئے "آخری جواب" کو مخصوص کیا ہے۔ غالباً یہ بھی عالم بدحواسی میں لکھا گیا ہے۔ جناب من! آپ اعتراض کررہے ہیں۔ اور ہم مجیب ہیں۔ اس لئے "آخری جواب" بہرحال ہماری طرف سے ہوگا۔ جو آپ کی "آخری جرح" کے بعد شائع کیا جائیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مولوی صاحب نے اپنے پہلے مضمون میں منصف وغیرہ کا کوئی ذکر نہ کیا تھا۔ مگر ۱۰ راگست کے پرچہ میں لکھدیا:۔

"احمدیو! مرد میدان بن کر باہر آؤ۔ انعامی مضمون کا فیصلہ بھی منصفوں سے کرالو۔" ؎

تاسیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔

جس کے جواب میں ہم نے "الفضل" ۱۱ ستمبر میں صاف اعلان کردیا تھا کہ "ہمیں مولوی صاحب کا یہ طریق فیصلہ بخوشی منظور ہے ..... ہمارے خیال میں فریقین کی طرف سے ایک ایک حکم ہو۔ اور ایک غیر متعصب عالم ہو جس کا تقرر بتراضی فریقین ہوگا۔ اور فیصلہ تحریری ہوگا۔ مولوی صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ کم از کم پانچ عیسائی علماء کے نام پیش کریں۔ تاکہ جلد تیسرے منصف کو منتخب کرلیا جائے۔"

اس صاف اور واضح بیان کے بعد کسی حیلہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ مگر ثنائی ہٹ دھرمی ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:۔

"ہم اپنا آخری جواب محفوظ رکھتے ہیں۔ اور "الفضل" کو کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ کو کہے۔ کہ وہ اگر کسی منصف کا تقرر مانتا ہے۔ تو یہ اقرار شائع کرے۔ کہ اگر میری بیان کردہ چاروں باتیں منصف نے غلط قرار دیں۔ تو میں اقرار کرونگا۔ کہ میں نے خدا اور رسول پر افترا کیا۔ اس کے بعد ہم تقرر منصف پر گفتگو کریں گے۔" (اہلحدیث ۲ رنومبر)

گویا اب آپ حضرت خلیفۃ المسیح کے اس "شائع اقرار" کے بدون "تقرر منصف پر گفتگو" کرنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ چہ خوب! حالانکہ آپ نے اپنے پہلے مضمون میں کذب بیانی کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا تھا:۔

"احمدی دوستو! ہم تمہارے خلیفہ کا گلہ تو کیا کریں۔ جن کا مبلغ علم و فضل ہمیں معلوم ہے۔ آخر وہ وہی تو ہیں۔ جن کو بھرے جلسہ امرتسر میں مولوی عطاءاللہ شاہ سلمہ نے ایک حدیث پوچھی تھی۔ جو ان کے مضمون میں درج تھی۔ تو وہ آپ علماء قادیان کی طرف دیکھنے لگ گئے تھے۔ اس لئے اس علمی نابالغ کو ہم کیا کہیں۔ کہنا تو آپ لوگوں سے ہے جنہوں نے علم پڑھنے پر کچھ وقت لگایا ہے۔ اور سمجھنا چاہیں۔ تو سمجھ بھی سکتے ہیں" (اہلحدیث ۱۳ جولائی)

مولوی صاحب کا یہ بیان اگرچہ سراپا جھوٹ ہے۔ اور واقعات اور درایت اس کی تکذیب کررہے ہیں۔ کیونکہ جو حدیث اس مضمون میں درج تھی" اس پر ادھر اُدھر دیکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی مگر

اس جگہ ہمیں مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری سے صرف یہ کہنا ہے۔ کہ کل جنھیں وہ (خاکش بدہن) "علمی نابالغ" قرار دے کر انھیں کچھ کہنا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ صرف ان کو ہی مخاطب کرتے تھے۔ جنھوں نے ان کے خیال میں "علم پڑھنے پر کچھ وقت لگایا ہے۔" تو آج یہ تبدیلی کیوں؟ کیا "دروغگو را حافظہ نباشد" کے لئے اس سے بڑھ کر کسی واقعہ کی ضرورت ہے؟ ع

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ہم مولوی صاحب کو بتانا چاہتے ہیں۔ آپ نے ہمیں دعوت دی تھی۔ کہ:۔

"انعامی مضمون کا فیصلہ منصفوں سے کرالو۔"

اور ہم نے آپ کی تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ اگر آپ اپنے اس اقرار پر قائم ہیں؟ تو ہمارے مندرجہ بالا طریق انتخاب پر عمل کریں۔ منصفوں کا فیصلہ تصفیہ انعام کی خاطر ہوگا دیں۔ جیسا کہ آپ نے بھی لکھا تھا:۔

"اُن کو چاہیئے تھا۔ کہ انعام کا تقاضا کرنے سے پہلے تقرر ثالث کا سوال کرتے۔" (۱۰ راگست)

پس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر ایسا اعلان شائع کرنے کی کوئی ذمہ واری عائد نہیں ہوسکتی۔ یہ محض آپ کی حیلہ جوئی ہے۔ جو کارگر نہیں ہوسکتی۔ ؎

ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت
وای غریم فی التقاضی غریمھا

بالآخر ہم مولوی صاحب کو اپنے مجوزہ طریق فیصلہ پر قائم رہنے کے لئے مجبور کرتے ہوئے یہ بھی ظاہر کردینا چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں مولوی صاحب کی عادت سے یہ ہرگز توقع نہیں۔ کہ آپ آئندہ حیلہ تراشی کو چھوڑ کر فیصلہ پر آمادہ ہونگے۔ ہرگز نہیں۔ آپ ہمیشہ ٹال مٹول میں تضیع اوقات کرتے رہیں گے۔ ہم خوش ہونگے۔ اگر مولوی صاحب ہمارے اس قیاس کو اپنے عمل سے غلط ثابت کردیں۔

خاکسار ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل۔ قادیان

صیغہ دعوت و تبلیغ کے اعلان

(۱) احباب کو چاہئے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کا مضمون نہرو رپورٹ کے متعلق جو الفضل میں چھپا ہے۔ اس کی خوب اشاعت کریں۔ بک ڈپو اس مضمون کو کتابی شکل میں شائع کررہا ہے۔ جس میں ایک تتمہ بھی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت غیر احمدیوں اور ہنود میں خاص طور پر ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس میں ان سوالات پر بحث کی گئی ہے۔ جن کا خالص ملکی معاملات سے تعلق ہے۔

(۲) تبلیغ سلسلہ کے لئے کچھ عرصہ سے مولوی محمد حسین صاحب کو تحصیل پٹھان کوٹ میں لگایا گیا ہے۔ اس علاقہ کے احمدی دوست جن کو ضرورت ہو اُن سے اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔ مولوی محمد حسین صاحب معرفت مولوی عبدالکریم صاحب درزی سکرٹری تبلیغ۔ انجمن احمدیہ پٹھان کوٹ۔

محمد دین قائمقام ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

والدہ مرحومہ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب مبلغ انگلستان کے حالات زندگی

والدہ صاحبہ مرحومہ کی وفات کے بعد جناب والد صاحب بزرگوار صرف آٹھ دن زندہ رہے۔ نویں دن انہوں نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بیماری کے آخری ایام میں والد صاحب مرحوم زیادہ گفتگو نہ فرماتے۔ ایک دن والدہ مکرمہ کے حالات اخبار میں شائع کرنے کا ذکر ان کے سامنے ہوا۔ تو والدہ مرحومہ کے بعض حالات اور خاص صفات کے متعلق چند ایک باتیں بیان فرمائیں۔ جو مندرجہ ذیل سطور میں شامل ہیں۔ دوسرے حالات خاندان کے دیگر افراد کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں۔ جو اس وقت قادیان میں موجود ہیں۔ ممکن ہے برادرم مکرم خانصاحب منشی فرزند علی صاحب جو اس وقت ولایت میں ہیں۔ کوئی مفید اضافہ فرما سکیں۔ جناب والد صاحب مرحوم کے حالات انشاءاللہ بعد میں شائع کرائے جائیں گے۔ والدہ مرحومہ کے حالات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۸۶۵ء میں ہمارے والدین ایک دوسرے کے رفیق زندگی بنے۔ اور ۲۳ راکتوبر ۱۹۲۸ء کو والدہ مرحومہ کی عمر تقریباً ۷۳ سال کی تھی۔ جب وہ اس دار فانی سے رخصت ہوئیں۔

والدہ صاحبہ کو خاندان کی سب مستورات پر ایک نمایاں بزرگی حاصل تھی۔ اور وہ ہر دلعزیز تھیں۔ آپ نہایت منتظم خاتون تھیں تمام خاندان میں اتحاد اور محبت کا پیدا کرنا ہر وقت آپ کے مد نظر رہتا بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتیں۔ خوردوں کو بڑوں کا ادب کرنا سکھاتیں۔ اور خوردوں کے ساتھ بہت محبت اور مہربانی سے پیش آتیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ صدقہ وخیرات کے لئے ان کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا۔ اپنے وقار کو ہر حالت میں قائم رکھتیں۔ اور ہر ایک نیک کام میں حتی الامکان پوری سہولت اور مدد بہم پہونچاتیں۔ مہمان نوازی ان کی خاص صفات میں سے تھی۔ اس کے باعث مرحومہ کو خاندان کے غیر احمدی طبقے میں بھی ہر دلعزیزی اور عزت حاصل تھی۔ سوالی خواہ کسی مذہب کے ہوں۔ ان کو دیکھکر صدقہ وخیرات کی طرف مائل ہو جاتیں۔ اور جو کچھ میسر آئے دیدیتیں۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ بغیر کسی درخواست کے بعض عورتوں کو ان کی شکل ہی سے اندازہ لگا کر خیرات کے طور پر کچھ دیدیا۔ غرباء کی درخواست کو حتی الامکان کبھی [illegible] ی تھیں۔ اگر کسی وقت بعض حالات کے ماتحت کسی کی د[illegible] ر انکار کیا۔ تو سائل کے اصرار پر اپنے انکار کو چھوڑ دیا چنانچہ بعض اوقات سائل عورتیں بدن پر سے کپڑے بھی اتروا کر لے گئیں ۞

آپ لکھ پڑھ نہ سکتی تھیں۔ مگر ان کی طبیعت کو دینیات کی طرف رغبت تھی۔ آپ افغان قوم کی ایک بوڑھی عورت کا ذکر کیا کرتی تھیں۔ جو ان کی ہمسائیگی میں رہا کرتی تھی۔ اس عورت نے آپ کے ذہن نشین یہ بات اچھی طرح کرائی ہوئی تھی۔ کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت آیا ہوا ہے۔ اور آپ امام مہدی کا زمانہ پائیں گی ۞

جن ایام میں والد صاحب مرحوم فرقہائے حنفیہ۔ اہل حدیث اور صوفیا کے متعلق غور کیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ بھی بخوبی ان کے خیالات کا مطالعہ کیا کرتی تھیں۔ ان کی طبیعت شرک سے شروع ہی سے متنفر تھی ۞

والد صاحب مرحوم نے ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ دو سال تک سلسلہ کے حالات کو اچھی طرح سن اور سمجھ لینے کے بعد ۱۹۰۵ء میں حضرت والدہ صاحبہ نے خود حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ والد صاحب مرحوم حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ خط وکتابت کے ذریعہ اجازت حاصل کرنے کے بعد انہیں اپنے ہمراہ قادیان لے آئے۔ اور انہوں نے شرح صدر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ بیعت کے وقت ان کی عمر تقریباً پچاس سال کی تھی۔ گویا بڑھاپے کی ضعیفی کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور قادیان آنے کی وہ سہولتیں نہ ہوا کرتی تھیں۔ جو آجکل میسر ہیں۔ ان ایام میں بٹالہ سے قادیان تک آنیکا ذریعہ صرف یکہ ہوا کرتا تھا۔ یکہ کا سفر ان کے لئے خاص طور پر تکلیف دہ تھا۔ اکثر قے ہوتی۔ باوجود اس تکلیف کے آپ کی ہمیشہ یہ خواہش اور کوشش ہوا کرتی تھی کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان سے غیر حاضر نہ رہیں ۞

والدہ صاحبہ نے کئی سال ہوئے وصیت کرا دی تھی۔ زیورات وغیرہ کا مقررہ حصہ نقد روپیہ کی صورت میں اسی وقت ادا کر دیا تھا۔ وصیت کرانے کے بعد ان کو ہمیشہ یہ فکر رہا کرتا تھا۔ کہ اپنے خاص جیب خرچ کا مقررہ حصہ جس قدر جلد ہو سکے۔ داخل خزانہ ہو جائے۔ آپ بالعموم سال کے شروع میں سارے سال کا حصہ آمد داخل خزانہ کرا دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ آخری رقم حصہ آمد کی اور ۱۹۲۸ء کے سالانہ جلسہ کے لئے چندہ انہوں نے مرض الموت سے قبل ہی داخل خزانہ کرا دیا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی عام عادت تھی کہ جن چندوں کا ذکر ان کے سامنے ہو جائے۔ ان سب میں وہ حسب توفیق ضرور حصہ لیتی تھیں۔ اور چندے دینے میں انہیں ایک خوشی اور لذت محسوس ہوتی تھی۔ فرمایا کرتی تھیں۔ میرے پاس نیک کمائی کا روپیہ آتا ہے۔ میں حتی الوسع دینی کاموں میں ہی صرف کروں گی۔ منارۃ المسیح کے لئے بھی مرحومہ نے ایک سو روپیہ چندہ ادا کیا تھا۔ گاؤں کی مسجد میں کوئیں کی تحریک انہوں نے خود کی اور اس کے لئے ایک سو روپیہ چندہ اپنے پاس سے دیا ۞

آپ جب کبھی قادیان سے باہر جاتیں۔ اس بات کے لئے متفکر رہتیں۔ کہ وصیت تو کرا دی ہے۔ مگر معلوم نہیں۔ قبر بھی قادیان میں بنتی ہے۔ یا نہیں۔ آپ موت کو ہمیشہ یاد رکھتیں۔ قادیان سے باہر جانے میں مضائقہ کیا کرتی تھیں۔ جب کبھی قادیان سے باہر جاتیں تو تاکید کر دیا کرتی تھیں۔ کہ اگر میں قادیان سے باہر فوت ہو جاؤں۔ تو میت کو ضرور قادیان میں پہونچا دینا۔ ان کی یہ خواہش ہوا کرتی تھی۔ کہ ان کا جنازہ خود حضرت خلیفۃ المسیح پڑھائیں۔ یہ درخواست انہوں نے ایک سے زیادہ ذرائع سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور میں پہونچائی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے بکمال مہربانی ان کا جنازہ خود ہی پڑھایا جبکہ آنحضور کی طبیعت پیچش کے باعث بہت علیل تھی۔ اس مہربانی کے باعث ہمارا سارا خاندان حضور کا مشکور ہے ۞

والدہ صاحبہ اپنے رنگ میں غیر احمدی عورتوں میں تبلیغ کا فرض ادا کرتی رہتی تھیں۔ اور اپنے خاندان میں غیر احمدی مردوں تک کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا پیغام پہونچا دیتی تھیں۔ اور خاندان کے احمدی افراد کو وصیت کرانے کی تاکید کیا کرتی تھیں۔ آپ ہر ایک قومی اجتماع میں شامل ہونا بہت ضروری سمجھتی تھیں۔ اور اسے برکت اور ثواب کا موجب یقین کیا کرتی تھیں۔

ان کے دل میں خاندان نبوت کی بہت ہی عزت تھی۔ اور حضرت ام المومنین صاحبہ کے ساتھ انہیں گہرا تعلق۔ اور خاص عقیدت تھی۔ زندگی کے آخری ایام میں حضرت ام المومنین صاحبہ ازراہ کرم عیادت کیلئے تشریف لائیں اور حال دریافت فرمایا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ بس آپ کی ملاقات کا انتظار تھا۔ حضرت ام المومنین صاحبہ نے انجام بخیر کیلئے دعا فرمائی۔ والدہ صاحبہ کی حالت اس وقت کسی طرح خطرناک نہ سمجھی جاتی تھی۔ حضرت ام المومنین صاحبہ نے اکثر ان کی موجودگی اور غیر حاضری میں ان سے اپنی خاص محبت کا اظہار فرمایا۔

آپ سلسلہ کے کاموں اور ترقیات کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ اور خاندان کے افراد کا سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینا ان کے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب تھا۔ اور کوتاہی ظاہر ہونے پر آپ ناپسندیدگی کا اظہار فرما دیا کرتی تھیں۔ آپ سلسلہ کے سب مبلغوں کی کامیابی کیلئے دعا کیا کرتی تھیں۔

آپ اکثر تسبیح وتحمید اور دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ انکی دعاؤں میں بہت وسعت ہوا کرتی تھی۔ شہروں اور ملکوں تک میں امن اور بہتری اور اشاعت احمدیت کے لئے دعائیں کیا کرتی تھیں۔ اور انہیں اکثر خاندان میں ہونے والے واقعات کے متعلق سچی خوابیں آیا کرتی تھیں۔

آپ فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالےٰ نے انکی تمام دعائیں منظور فرمائی ہیں۔ اور ان کے دل میں اس دنیا کی طرف سے ایک اطمینان پیدا ہو چکا ہے اور وہ اس اطمینان کا شکر نعمت کے طور پر حوالہ دیکر اکثر دعائیں کیا کرتی تھیں۔ کہ انہیں آخرت میں بھی اطمینان حاصل ہو۔

آپ کی خواہش تھی اور اکثر دعائیں کیا کرتی تھیں کہ آپ کی وفات جناب والد صاحب مرحوم کی زندگی میں ہو۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی یہ دعا بھی منظور فرمائی۔ اور اب مقبرہ بہشتی میں دونوں کی قبریں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔ احباب حضرت والدہ صاحبہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں ۞ عبدالعزیز آڈیٹر انجمن احمدیہ فیروزپور

صوبہ پنجاب میں برقی قوت کی بہم رسانی

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

۱۔ پنجاب گورنمنٹ کچھ عرصہ سے صوبہ ہذا میں برقی قوت کی بہم رسانی کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

۲۔ دریائے اُہل کے آبی برقی پراجیکٹ کے علاوہ جو ابھی تک اپنی ابتدائی منازل میں زیر تعمیر ہے۔ گورنمنٹ کا یہ ارادہ ہے۔ کہ ابتدائی منزل میں یہ پراجیکٹ جس قدر رقبہ کو برقی طاقت مہیا کر سکتا ہے۔ اس سے وسیع تر رقبہ کو برقی طاقت مہیا ہو سکے۔ اور اس کے علاوہ بہت سی دیگر ہائیڈرو الیکٹرک تجاویز مکمل کی جائیں۔ جو اس عام سکیم کے ماتحت ہوں۔ جس سے صوبہ پنجاب کے حصۂ کثیر میں برقی طاقت نہایت وسیع پیمانہ پر پیدا کرنا مقصود ہے۔ ان تمام تجاویز میں "آلٹرنیٹنگ" (بالواسطہ) برقی لہریں پیدا کی جائیں گی۔

۳۔ گورنمنٹ یقین رکھتی ہے۔ کہ جونہی وہ رقبہ جس میں برقی طاقت مہیا کی جائے گی۔ وسعت پذیر ہوگا۔ اس سے موجودہ الیکٹرک سپلائی کمپنیاں اور وہ کمپنیاں جو اس اثنا میں معرض شہود میں آئیں۔ اس امر کو زیادہ قرین کفایت خیال کریں گی کہ وہ اپنے ہاں برقی طاقت پیدا نہ کریں۔ بلکہ آبی برقی طاقت کو خرید لیں۔ لیکن اگر اس دوران میں بہت سے قصبوں میں خانگی مقاصد کے لئے براہ راست برقی طاقت مہیا کی گئی۔ تو ان قصبوں میں آلٹرنیٹنگ کرنٹ کو "ڈائرکٹ" (بلا واسطہ) کرنٹ میں تبدیل کرنے کا جو خرچ اٹھیگا۔ اس سے استعمال کرنے والے کے لئے برقی طاقت کی قیمت میں اضافہ ہو جائیگا۔ یا اس سے آبی برقی طریق کی نشوونما رک جائیگی۔ اور صوبہ کی صنعتی ترقی مسدود ہو جائیگی۔ گورنمنٹ یہ تسلیم کرتی ہے۔ کہ ڈائرکٹ کرنٹ برقی پنکھوں کے لئے خصوصیت سے زیادہ مفید خیال کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آلٹرنیٹنگ کرنٹ سے اطمینان بخش طریق پر پنکھے چلائے جا سکتے ہیں۔ لہذا صوبہ کے فوائد عمومی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ برقی طاقت آلٹرنیٹنگ کرنٹ سے بھی خاص معیار پر لائی جا سکتی ہے۔ اس لئے فیصلہ یہ ہے۔ کہ

۱۔ عام طور پر آلٹرنیٹنگ کرنٹ پیدا کی جائیگی۔ اور اس کو تقسیم کیا جائیگا۔ سوائے ان خاص حالتوں کے (مثلاً اقامتی رقبوں کی صورت میں) جہاں مسلسل کرنٹ کی تقسیم کے لئے کافی وجوہ ہوں۔

۲۔ برٹش انجینیرنگ سٹینڈرڈ ایسوسی ایشن نے جو معیار وقتاً فوقتاً کارخانہ اور آلات تخمینہ اور اسی قسم کے متعلقہ امور کے بارہ میں مقرر کئے ہیں۔ حتی الامکان انہیں کو اختیار کیا جائیگا۔ اور صوبہ میں جملہ نئے کارخانوں میں مندرجہ ذیل فری کونسی اور پریشر کا پیمانہ مدنظر رکھا جائیگا:

سٹینڈرڈ فری کونسی ۵۰ چکر

سٹینڈرڈ ہائی پریشر آلٹرنیٹنگ کرنٹ:-

۱۔ برقی محرک کے ٹرمینل پر ۲۲۰۰-۳۳۰۰-۶۶۰۰-۱۱۰۰۰ وولٹ

۲۔ اے سی ٹرانسفارمرز کے لئے ابتدائی پریشر:-
۲۰۰۰-۳۰۰۰-۶۰۰۰-۱۰۰۰۰ وولٹ

سٹینڈرڈ سیکنڈری پریشر برائے اے-سی ٹرانسفارمرز

۳۔ سیکنڈری ٹرمینل کے پیمانہ کے مطابق ۴۳۳/۲۵۰ وولٹ کم دباؤ کے لئے سٹینڈرڈ (آلٹرنیٹنگ کرنٹ یا ڈائرکٹ کرنٹ)

۴۔ برقی محرک پر۔ آلٹرنیٹنگ کرنٹ ۴۰۰/۲۳۰ وولٹ ڈائرکٹ کرنٹ ۱۱۵-۲۳۰ یا ۴۶۰ وولٹ۔

۵۔ استعمال کرنے والے کے ٹرمینل پر آلٹرنیٹنگ کرنٹ ۴۰۰/۲۳۰ وولٹ۔ ڈائرکٹ کرنٹ ۱۱۰-۲۲۰ یا ۴۴۰ وولٹ
سٹینڈرڈ ڈی-سی (ڈائرکٹ کرنٹ) ٹراموے کے لئے دباؤ۔

۶۔ موٹر پر پیمانہ کے مطابق ۵۰۰ وولٹ

حصہ وصیت میں اضافہ

حسب ذیل اصحاب نے حال میں حصہ وصیت میں اضافہ کیا ہے۔

۱۔ سید عبدالرشید صاحب موصی سیالکوٹی جو پہلے ۱/۱۰ حصہ آمد کا دیا کرتے تھے۔ انہوں نے ستمبر ۱۹۳۹ء کی آمد سے ۱/۵ حصہ آمد کا دینا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ستمبر کی آمدنی کا ۱/۵ حصہ داخل خزانہ صدر ہو چکا ہے۔

۲۔ محترمہ چراغ بی بی صاحبہ زوجہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ امرتسر نے اپنی جائداد قیمتی ۱۵۰۰ روپیہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کر کے ۳۰۰ روپیہ نقد داخل کر دیا ہے۔ اور بقیہ ۲۰۰ روپیہ کے امروز فردا میں داخل ہو جانے کی امید کی جاتی ہے۔

۳۔ محترمہ زینب صاحبہ زوجہ شیخ عبدالرحمن صاحب احمدی سیالکوٹی حال وارد جنوبی افریقہ نے اپنی جائداد ۸۶۵ روپیہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بھیجی ہے۔ نیز لکھا ہے۔ کہ حصہ وصیت بہت جلد داخل کر دیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان موصیوں کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے ان سب کا انجام بالخیر فرمائے۔ اور باقی احباب کو بھی مزید قربانی کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

سید محمد سرور شاہ سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

تحریک چندہ جلسہ سالانہ

جس طرح خاص چندہ کی تحریک سے پہلے احباب نے چندہ بھیجا تھا۔ اور بعض نے صرف تحریک کی خبر سنتے ہی چندہ بھیجدیا تھا اور تحریک کا انتظار نہیں کیا تھا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے بعض احباب نے پہلے سے ہی چندہ بھیجنا شروع کر دیا ہے۔ ان میں سے جماعت احمدیہ شاہ گڑھ ضلع ملتان کا خاص نمبر ہے۔ اس جماعت کے عہدہ داران نے سب احباب کو توجہ دلائی۔ اور حسب دستور روغن زرد کے لئے ایک پیسہ کی قیمت ارسال کرنے کا [illegible] کیا۔ اور بہت سا حصہ اس کا ارسال بھی کر دیا بحیثیت مجموعی اس [illegible] نے چندہ جلسہ سالانہ میں اپنی ماہوار آمد کے لحاظ سے ۲۰ سے ۳۰ فیصدی تک حصہ لیا۔ اسی طرح بنوں کی جماعت نے تحریک پہنچتے ہی [illegible] ۲۰ فیصدی کا کل احباب کا وعدہ بھیجا ہے۔ نیز دھیر کے کلاں [illegible] گجرات کی جماعت سے اطلاع ملی ہے کہ حسب دستور سابق وہ چندہ جلسہ سالانہ اور روغن زرد کے مہیا کرنے میں حصہ لیں گے۔

عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان

ایک معمار کی فسخ بیعت کی حقیقت

مستری عبدالغفور نامی ایک شخص کی فسخ بیعت کا اعلان اخبار زمیندار ۲۸ ستمبر میں میری نظر سے گذرا۔ اس میں کسی شخص نے اپنی طرف سے مضمون لکھکر میاں عبدالغفور کی بے انتہا تعریف و توصیف کی ہے۔ اسے بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منتا [illegible] سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیکر اپنے منافقانہ پروپیگنڈا کو [illegible] کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ جو لوگ مستری مذکور کے روشناس نہ ہوں اس بارے میں دھوکہ کھا جائیں۔ اور مستری مذکور کے اس نقشہ اعمال کو جو اس اعلان میں ظاہر کیا گیا ہے۔ درست یقین کرنے لگیں۔ اس لئے میں اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں۔ کہ جو کچھ مجھے مستری صاحب مذکور کے متعلق معلوم ہے [illegible] میں عرض کر دوں۔

مستری عبدالغفور کے حالات زندگی ایسے نہیں جو احباب فیروز[illegible] کی نظروں سے اوجھل ہوں۔ وہ مدت دراز فیروز پور میں ہمارے ساتھ رہکر معماری کا پیشہ کرتا رہا۔ شہر میں ٹوٹے پھوٹے مکانوں کی مرمت کا کام اگر اسے مل جاتا تو کر لیتا تھا۔ ورنہ اس کے اوقات کا اکثر حصہ حقہ نوشی آوارہ گردی و فحش گوئی میں صرف ہوتا تھا۔

مستقل تلاش روزگار کی خواہش کبھی اسے ایک جگہ [illegible] کام نہیں کرنے دیتی تھی۔ اس کیلئے اکثر اس کے تعلقات غیر لوگوں سے وابستہ ہوا کرتے تھے۔ مگر دائے قسمت کہ اسے ٹوٹے پھوٹے مکانوں کی مرمت کا کام ملنا بھی مشکل ہو گیا۔ آخر بیکاری کے ہاتھوں تنگ آکر وہ قادیان چلا گیا۔

یہ حقیقت ہے اس کی ہجرت فی سبیل اللہ کی۔ رہا اس کی خدمت دینی بیعت صالحین یا پابندی نماز باجماعت جس کا ذکر اس اعلان میں بڑے شد ومد سے کیا گیا ہے۔ یہ محض دھوکہ ہے۔ اس کے عشر عشیر پر اس کا عمل نہیں تھا۔ وہ جب تک فیروز پور میں رہا۔ نماز باجماعت تو درکنار ہم نے اسے اکیلے بھی نماز پڑھتے نہ دیکھا۔ وہ ایسے [illegible] آدمی ہے۔ جو اپنے ہاتھ سے چار سطریں اردو کی بھی صحیح [illegible]

پس یہ ہیں مستری عبدالغفور معمار فیروز پوری [illegible] مجھے اس کی قرابت کی وجہ سے معلوم ہیں۔ اور میں نے نہایت اختصار [illegible] چند سطور میں عرض کر دئے ہیں۔ خاکسار محمد علی نائب سکرٹری [illegible]

32

اگر اس وقت مسلمان خبردار نہ ہوئے۔
تو بعد میں انہیں
یقیناً رونا اور دانت پیسنا ہوگا

کیونکہ اس وقت ہندوستان کے لئے دستور اساسی تیار ہو رہا ہے۔ سائمن کمیشن حالات کی تحقیق میں مصروف ہے۔ اور گورنمنٹ ملک کو حکومت خود اختیاری دینے پر غور کر رہی ہے، اور بعض ہندوستانی لیڈروں نے تو اپنے مفید مطلب ایک دستور تیار بھی کر لیا ہے جس میں مسلمانوں کے حقوق کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس لئے آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ احباب جماعت احمدیہ

مسلمانوں کو اغیار کے منصوبوں سے آگاہ کریں

اور وہ تمام باتیں سمجھا دیں۔ جو ان کی آئندہ باوقار زندگی بسر کرنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ تاکہ وہ اپنے حقوق کو سمجھیں۔ اور ان کے حصول کیلئے ہر ممکن سعی کرنے کے واسطے تیار ہو جائیں۔ اور اس کام کیلئے کسی دماغی کاوش اور ناقابل برداشت محنت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف

حضرت خلیفۃ المسیح کا وہ معرکتہ الآرا مضمون

جو حضور نے نہرو کمیٹی کی رپورٹ پر بطور تبصرہ لکھا ہے۔ ہر ممکن ذریعہ سے مسلمانوں تک پہونچائیں۔ کیونکہ یہی وہ مضمون ہے۔ جس میں پورے بسط اور تفصیل کے ساتھ ہر ایک ضروری امر پر روشنی ڈالی گئی۔ اور دلائل کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ نہرو رپورٹ اگر قبول کر لی جائے۔ تو مسلمانوں کی ہستی یقیناً خطرہ میں جا پڑیگی۔ کیونکہ اس میں نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے واجبی حقوق کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اسوقت جو تھوڑے بہت حقوق انہیں حاصل ہیں وہ بھی ہتیا لئے ہیں

وقت کم اور کام بہت ہے،

اس لئے احباب ابھی سے تیار ہو جائیں۔ اور جہاں تک ان کے بس میں ہو۔ اس بیش بہا اور گرانقدر مضمون کو جو کتابی شکل میں شائع ہو رہا ہے۔ خرید کر کثرت کیساتھ مسلمانوں میں تقسیم کریں تاکہ وہ نہ صرف آنیوالے خطرات سے آگاہ ہو جائیں بلکہ اپنے جائز حقوق لینے کیلئے کامیاب کوشش بھی کر سکیں عام اشاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت بھی بہت کم رکھی ہے تاکہ دوست زیادہ سے زیادہ تعداد خرید کر لوگوں تک پہنچا سکیں۔ یہ مضمون بڑی تختی (۲۰×۲۶/۸) کے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کی قیمت سو یا سو سے زیادہ خریدنیوالوں سے صرف اٹھارہ روپے سیکڑہ لی جائیگی۔ امید ہے۔ احباب اس نہایت اہم اور ارزاں کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگائینگے۔

ملنے کا پتہ:۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

احمدی احباب کو خوشخبری

ہم نے امرتسر میں آنے والے دوستوں کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے متصل مسجد خیر الدین ہال بازار امرتسر میں ان کے لئے کھانے اور رہائش کا اعلےٰ انتظام کر دیا ہے۔ جن دوستوں کو امرتسر آنے کا اتفاق ہو۔ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ البتہ بستر دوست اپنے ہمراہ لائیں۔ بعد میں شکایت نہ ہو +

خاکسار چوہدری اللہ بخش مستری وزیر ہند پریس ہال بازار امرتسر

زراعتی آلات و دیگر مشینری

بٹالہ کی شہرہ آفاق چارہ کاٹنے کی مشین۔ آہنی رہٹ۔ کماد دگنا) پیڑنے کے بیلنے۔ آہنی ہل۔ سنٹری فیوگل پمپ۔ آئل انجن۔ آٹا پیسنے کی چکیاں۔ چاولوں کی مشینیں۔ (رائس ہلرس) آہنی خراس (بیل چکیاں) بادام روغن کی مشینیں۔ مشین سیویاں نکل شدہ دستی پمپ وغیرہ وغیرہ کی فہرست اخبار کا حوالہ دیکر مفت طلب فرمائیں۔ ایسے عمدہ اور سستا مال اور جگہ سے نہیں ملے گا۔ آزمائش شرط ہے۔

ایم عبد الرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری و جنرل سپلائرز بٹالہ۔ احمدیہ بلڈنگ (پنجاب)

اس وقت قلمیں منگا کر لضب کرنے کا موقعہ ہے

جدید آموں کے اضافہ سے آپ اپنے باغات کی ترقی چاہتے ہیں تو فرمائشیں بھیجکر اس وقت اول درجہ کے قلم حاصل کر سکتے ہیں۔ قلم دو سالہ ہمارے کارخانہ میں بکثرت موجود ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سفیدہ (عہ) دسہری ۶؍۔ تیموریہ ۶؍۔ کھجری ۶؍ موہن بھوگ ۶؍۔ انجری ۶؍۔ بمبئی عہ۔ لنگڑہ عہ خاص الخاص ۶؍۔ زردہ ابراہیم پور ۶؍۔ تحفہ ۶؍۔ سرخہ عہ

خان بہادر محمد یوسف خانصاحب تعلقہ دار آنریری مجسٹریٹ۔ ملیح آباد۔ ضلع لکھنؤ

رشتہ درکار ہے

ایک احمدی نوجوان راجپوت جے۔ وی۔ پاس مدرس بمشاہرہ ۳۰ روپے ماہوار کیلئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی جے۔ وی پاس یا کم ازکم پرائمری تک تعلیم یافتہ ہو۔ اور گرلز سکول میں تعلیم دینے کی استعداد رکھتی ہو۔ خط و کتابت بنام:۔

محمود احمد شاہ سپرنٹنڈنٹ جرائم پیشہ اقوام ۹۱ الف خانیوال ضلع ملتان ہو

"الفضل" میں اشتہار

دینے کا بہترین موقعہ ہے۔ (مینیجر)

ہندوستان کی خبریں

—— نئی دہلی ۱۰- نومبر موجودہ فوجی قواعد کے ماتحت ہندوستانی سپاہیوں کی بیویوں اور ان کے خاندان کو یہ حق دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے علاقہ کے میڈیکل افسر یا ایک سب اسسٹنٹ سرجن سے علاج کرائیں۔ لیکن چونکہ پردہ دار خواتین ڈاکٹروں سے مشورہ نہیں لیتیں۔ اس لئے ان کی سہولت کے لئے اب زنانہ سب اسسٹنٹ سرجنوں کے تقرر کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

—— کلکتہ ۹ر نومبر۔ مسٹر گاندھی جی کی توجہ اس امر کی طرف دلائی گئی ہے۔ کہ ہندی میں بہت سا فحش لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ آپ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ اس کا مطالعہ شروع کرینگے۔ اور اگر ممکن ہوا۔ تو وہ اس لٹریچر پر ایک سلسلۂ مضامین لکھیں گے۔

—— پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار نے اعلان کیا ہے۔ کہ ایم۔ ایس۔ ایل۔ سی یعنی انٹرنس کا امتحان ۱۱۔ ماہ مارچ کی بجائے ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء کو منعقد ہوگا۔

—— امرتسر ۱۲۔ نومبر۔ سردار کھڑک سنگھ نے مرکزی سکھ لیگ اور شرومنی گردوارہ پربندھک کمیٹی کی صدارت سے استعفاً واپس لے لیا ہے۔

—— کلکتہ ۱۰۔ نومبر۔ پارک سرکس کے ایک بڑے رقبہ میں انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ اجلاس کی تیاریاں کی جا رہی ہیں اور رفتہ رفتہ ایک شہر بنتا جا رہا ہے۔ نمائش کے انعقاد کے متعلق بھی ملک کے ہر حصہ سے امید افزا جوابات موصول ہو گئے ہیں۔

—— ٹریونڈرم ۱۰۔ نومبر۔ ٹراونکور میں اب بھی ہیضہ پھیلا ہؤا ہے۔ بالخصوص جنوبی مقامات ساحلی پر زیادہ زور ہے۔ سرکاری اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ گذشتہ ہفتہ ۳۴۵ اموات ہوئیں۔ جن میں سے ۱۹۔ ٹریونڈرم میں ہوئیں۔ ایوان ریاست اور کمشنر صفائی متذکرہ بالا علاقہ کے دورہ کے لئے جنوبی ٹراونکور روانہ ہوگئے ہیں۔

—— لاہور۔ ۱۱۔ نومبر۔ ہز ہائینس مہتر چترال آج صبح بمبئی میل پر لاہور وارد ہوئے۔ اور لالہ ہرکشن لال کے بنگلہ پر فروکش ہوئے آپ کے ہمراہ ولی عہد ریاست کے علاوہ چترال کے متعدد علماء بھی ہیں۔

—— لکھنؤ۔ ۱۲۔ نومبر۔ آج شام کو مسٹر جناح کی زیر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس منعقد ہؤا۔ اور اس اجلاس میں ۵۰ ارکان شامل ہوئے۔ فیصلہ ہوا۔ کہ لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس کلکتہ میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو منعقد کیا جائے۔ مہاراجہ صاحب محمود آباد کو صدر منتخب کیا گیا۔ مہاراجہ صاحب کے حق میں ۴۴ آراء تھیں۔ اور مولانا محمد علی کے حق میں صرف ۷۔ آراء تھیں۔ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد بھی منظور کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ کونسل نہرو کمیٹی کی شکر گذار ہے۔ کہ اُس نے ہزارہا مسلمانوں کے اُن مطالبات کو منظور کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے اجلاس کلکتہ منعقدہ سنہ ۱۹۲۷ء میں پیش کئے تھے۔ اور نہرو رپورٹ پر دسمبر میں لیگ کے آئندہ اجلاس پر غور کیا جائے۔

—— کلکتہ کا ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے۔ کہ گذشتہ سوموار کے روز ایک موٹر کے تاجر مسٹر ٹاؤٹ ہین کو اس کی پالتو بلی نے کاٹا جس سے اس کا خون مسموم ہو گیا۔ اور وہ ہفتہ کے روز فوت ہو گیا۔

—— اسمبلی کی ممبری سے مسٹر ایس این اے اور خان بہادر نصیر الدین کے استعفے گورنر جنرل نے منظور کر لئے ہیں

—— دہلی ۹۔ نومبر وائسرائے ۱۳۔ نومبر سہ شنبہ کی صبح کو دہلی سے روانہ ہونگے۔ شنبہ کے روز کے بعد وہ رنگون اور دیگر مقامات کو جائیں گے۔ رنگون۔ مانڈلے اور میٹ کیانے میں ان کی آمد سرکاری ہوگی۔

—— ایک آدمی نے بے روزگاری سے تنگ آکر اخبارات کو اعلان دیا ہے۔ کہ میں اپنے بیوی۔ بچوں کا پیٹ نہیں پال سکتا۔ میں نے بے انتہا کوشش کی۔ کہ کسی طرح مجھے ملازمت مل جائے۔ مگر ناکام رہا۔ اب میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر کسی تعلیمی ادارے یا یونیورسٹی کو سائنس کا تجربہ کرنے کے لئے میرے جسم کی ضرورت ہو۔ تو وہ خرید سکتے ہیں۔ میرے جسم میں جس قسم کا ٹیکہ وہ چاہیں۔ کر سکتے ہیں۔ مگر میں دائمی اندھا ہونا پسند نہیں کرتا۔ ایک شرط یہ ہے۔ کہ اگر میں مر جاؤں۔ تو محکمہ صحت میری بیوی بچوں کی پنشن مقرر کر دے۔

—— لاہور۔ ۱۲۔ نومبر۔ یہ خبر گشت لگا رہی ہے۔ آنریبل سر شادی لال چیف جسٹس عدالت عالیہ پنجاب لاہور اپنا عہدہ حکومت ہند کے مشیر قانونی کے عہدے سے بدل لینے پر راضی ہیں۔ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں۔

—— لاہور ۱۳۔ نومبر۔ سائمن کمیشن کی آمد کے وقت ۳۰ر اکتوبر کو پولیس کی طرف سے لیڈروں پر لاٹھیاں برسائی گئی تھیں اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے گورنمنٹ نے مسٹر بائنڈ کمشنر راولپنڈی کو مقرر کیا ہے۔ چنانچہ آج مسٹر بائنڈ نے اپنا اجلاس ٹاؤن ہال میں منعقد کیا۔ ۱۳ سے ۱۵۔ نومبر تک غیر سرکاری گواہان کی شہادتیں قلمبند کی گئیں۔

—— لاہور ۱۳۔ نومبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہؤا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس امر کی کوشش کر رہی ہے۔ کہ گوردواروں کے مقدمات کے فیصلہ جات بہت جلد کرنے کے لئے ایک اور گوردوارہ ٹریبونل مقرر کر دیا جائے۔

—— لکھنؤ ۱۳۔ نومبر۔ ڈاکٹر کچلو سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مسٹر عبدالمتین چودھری ممبر اسمبلی کو آسام سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں ایک صوبجاتی مسلم لیگ قائم ہوئی ہے۔ جو سائمن کمیشن سے تعاون کرے گی۔ اس لیگ کے صدر سر محمد سعد اللہ وزیر آسام گورنمنٹ ہیں۔

—— سائمن کمیشن ۹۔ نومبر لاہور سے کراچی کے لئے روانہ ہؤا۔ اب وہاں ہندو مسلمانوں کی شہادتیں قلمبند کر رہا ہے

—— بمبئی ۸۔ نومبر۔ فری پریس نے عہد کر لیا ہے۔ کہ آئندہ سرکاری خفیہ دستاویز کی اشاعت سے اجتناب کرے گا۔ اس لئے سر سائمن نے داخلہ کانفرنس کے پاس کو بحال رکھنے کا حکم دیدیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۹ر۔ نومبر۔ لارڈ میر نے گلڈ ہال میں ایک ضیافت دی۔ جس میں سر سیموئل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لنڈن اور کراچی کے درمیان ایک ہفتہ وار ہوائی ڈاک چلانے کے لئے غیر ممالک پر پرواز کے حق کے متعلق جو بین الاقوامی مشکلات حائل تھیں۔ وہ آخر کار رفع ہو گئی ہیں۔ اور اب یہ سلسلہ ڈاک موسم بہار میں شروع ہو جائیگا۔

—— لنڈن ۸ر نومبر۔ ساڑھے چھ کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے امپیریل کیمیکل انڈسٹریز نام ایک عظیم الشان کمپنی بنی ہے۔ لارڈ برکن ہیڈ سابق وزیر ہند اس کے اعلےٰ عہدیدار مقرر ہوئے ہیں۔ اور سابق وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ ان کے شریک کار ہونگے۔

—— کابل ۸۔ نومبر۔ بیگم ثریا آئندہ ماہ مارچ کے آخری ہفتہ میں کابل میں ایشیائی عورتوں کی ایک کانفرنس منعقد کرنا چاہتی ہیں۔ اس میں چین۔ جاپان۔ روس۔ ٹرکی۔ ایران اور ہندوستان وغیرہ ایشیا کے تمام ممالک کی مستورات کو دعوت شمولیت دیجائیگی اس کانفرنس کے اہم مقاصد یہ ہیں۔ کہ عورتیں اپنی اولادوں میں آزادی کی لہر پیدا کریں۔ اور مردوں کے ساتھ ایشیا کی آزادی اور ترقی کے لئے شانہ بشانہ کام کریں۔

—— کیوٹو ۱۰۔ نومبر۔ شاہ جاپان کی تخت نشینی کے موقعہ پر جو اہم رسم ادا کی گئی۔ وہ یہ ہے۔ کہ سورج دیوی امیراتو کی پوجا کی گئی۔ کیونکہ جاپان کا شاہی خاندان اسی دیوی کی نسل سے ہے پہلے دیوی کے سامنے ایک باضابطہ اعلان تخت نشینی کیا گیا۔ یہ تقریب محلات شاہی کے ایک بڑے احاطہ میں قدیم دستور کے مطابق ادا کی گئی۔ اس ہال کو چاندی اور پیتل کے زیورات سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس آرائش کا ایک حصہ اس متبرک مندر کے لئے بطور نذرانہ کے مخصوص کر دیا ہے۔ جس میں متبرک شیشہ رکھا ہؤا ہے۔ بادشاہ اور ملکہ زرد رنگ کے مذہبی لباس میں ملبوس تھے۔ دونو نے پوتر پانی میں ہاتھ ڈالے۔ اس موقعہ پر بادشاہ کو مذہبی رہنمائی کے نشان کے طور پر ایک ڈنڈا پیش کیا گیا۔ اور ملکہ کو رسی چکھا دیا گیا۔ قربان گاہ پر اشیا خوردنی کا چڑھاوا چڑھایا گیا۔ اور منتر پڑھے گئے۔ جب بادشاہ اور ملکہ مندر کے اندر داخل ہوئے۔ تو ملکہ نے سورج دیوی کی روح کے سامنے اعلان پڑھا۔

—— لنڈن ۱۷ر اکتوبر۔ انگورہ سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ٹرکش بنک کے قیام کے سلسلے میں ٹرکی سرمایہ داروں کو انگورہ طلب کیا گیا ہے۔

—— بیروت ۱۳-۱ اکتوبر۔ ٹرکی اور یمن میں ایک عہدنامہ مرتب کرنے کی غرض سے۔ ۲۰۔ اکتوبر کو ٹرکی نمائندہ مقیم حجاز الحدید جانے والے ہیں۔

—— لنڈن ۱۱۔ نومبر۔ ڈبلن کے مختلف حصوں میں آج صبح کاذب کے وقت تین یا چار بم پھٹے۔ جن سے شاہ ولیم اور شاہ جارج...... کو نقصان نہیں ہوا۔

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔

نہرو رپورٹ کے خلاف قادیان میں جلسہ

نہرو کمیٹی رپورٹ نے مسلمانان ہند کے جائز حقوق کو تلف کرنے کی جو سعی نا واجب کی ہے۔ اس سے اظہار بیزاری کرنے کے لئے مورخہ ۱۸ نومبر بعد عصر مسلمانان قادیان کا ایک خاص جلسہ زیر انتظام لوکل انجمن احمدیہ قادیان جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں علاوہ احمدیوں کے دوسرے فرقوں کے مسلمان بھی شریک ہوئے۔ اور احمدیہ جماعت کے افراد کی طرح انہوں نے بھی ریزولیوشن پیش کرنے اور پاس کرنے میں کافی حصہ لیا۔ جن اصحاب نے اس جلسہ میں ریزولیوشن پیش کئے یا تقریریں کیں۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق۔ مولوی محمد دین صاحب بی۔اے۔ چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔اے۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔اے۔ صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے۔ قاضی عبد الحق صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی۔ میاں عزیز الدین صاحب۔ میاں خیر الدین صاحب میر محمد اسحٰق صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل۔

جو ریزولیوشن پیش ہو کر بالاتفاق پاس ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ یہ جلسہ بالاتفاق اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ چونکہ نہرو کمیٹی نے حق و انصاف سے کام نہیں لیا۔ اور نہ ہی وہ ملک کی تمام پارٹیوں کی نمائندہ تھی۔ اس لئے اس کا تیار کردہ دستور اساسی ہرگز قابل قبول نہیں۔ اور اس میں جس طریق سے مسلمانان ہند کے جائز حقوق کو پامال کیا گیا ہے۔ وہ سخت قابل افسوس ہے۔

۲۔ یہ جلسہ اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے۔ کہ جب ہندوستان کو ڈومینین اسٹیٹس کے درجہ کی حکومت ملے تو اس میں طریق حکومت فیڈرل ہونا چاہئیے۔ جیسا کہ ممالک متحدہ امریکہ وغیرہ میں رائج ہے۔ یعنی ہر صوبہ کو اندرونی انتظام میں کامل آزادی ہو۔ ہاں مشترکہ امور کے لئے صوبجات کی طرف سے کچھ اختیارات مرکزی حکومت کو دیدئے جائیں۔ نہ کہ مرکزی حکومت سے صوبجات کو حقوق ملیں۔ اور اس میں اقلیتوں کے حقوق کی بھی پوری پوری حفاظت ہونی چاہئیے۔

۳۔ تمام انتخابی مجالس میں خواہ وہ قانون ساز ہوں۔ یا ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپلٹیاں یا تعلیمی سینیٹ ان میں ہر قوم کو حق نیابت اس کی مردم شماری کے تناسب سے ملنا چاہئیے۔ اور جہاں اقلیت ۲۰ فیصدی سے کم ہو۔ وہاں اقلیت کو کچھ زیادہ حق دیدیا جائے۔ مگر کسی صورت میں جائز نہ ہوگا۔ کہ اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے۔

۴۔ مرکزی حکومت میں کم از کم ۱/۳ حق نیابت مسلمانوں کو ملنا چاہئیے۔

۵۔ صوبہ سرحدی کو بھی دوسرے صوبوں کی طرح نیابتی حکومت ملنی چاہئیے۔

۶۔ صوبہ سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے اس کے ساتھ صوبہ بلوچستان ملا دیا جائے۔ اور ان کو بھی دوسرے تمام صوبوں کی طرح نیابتی حق مل جائے۔

۷۔ طریق انتخاب ہر نیابتی مجلس میں ہر قوم کے لئے جداگانہ ہو۔ تاکہ وہ قوم اپنے نمائندے خود منتخب کر سکے۔

۸۔ ووٹ دینے کا حق ہر بالغ مرد کو جس کی عمر ۲۱ سال ہو ملنا چاہئیے۔

۹۔ کسی حکومت کو مذہب یا مذہب کی تبلیغ و تبدیلی میں دخل دینے کا کوئی حق نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ کوئی ایسا قانون پاس کر سکے۔ جو کسی قوم کی تمدنی اقتصادی اور سیاسی حالت کو نقصان پہنچانے والا ہو۔ جیسا کہ ذبیحہ گاؤ وغیرہ۔ اور اگر کوئی ایسا قانون بنانا بھی پڑے۔ تو وہ اس وقت جبکہ اس قوم کے ۳/۴ ممبر اس کی تائید میں ہوں جس قوم پر کہ اس کا خاص اثر پڑتا ہو۔

۱۰۔ کسی صورت میں اکثریت کو اقلیت کی زبان یا طرز تحریر میں مداخلت کا کوئی حق نہ ہوگا۔ بلکہ اگر اقلیت اپنی زبان اور رسم الخط کو زندہ رکھنا چاہے تو مدارس میں اس کا معقول انتظام کیا جانا ضروری ہوگا۔

۱۱۔ قانون اساسی ملک کی تمام پارٹیوں کے متفقہ فیصلہ سے تجویز ہوگا۔ اور اس میں اگر کسی وقت تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو۔ تو وہ تبدیلی تب ہی ہو جبکہ پے در پے تین مجالس منتخبہ کے ۳/۴ ممبر اس کے مؤید ہوں۔

۱۲۔ قانون اساسی کا وہ حصہ جو کسی خاص قوم سے تعلق رکھتا ہو اس وقت تک نہ بدلا جائے جب تک کہ خود اس قوم کے ۳/۴ ممبر پے در پے تین مجالس منتخبہ میں اس کے بدلنے کے حق میں نہ ہوں۔ اور وہ تبدیلی جس صوبہ میں منظور کی جائے۔ اس کا نفاذ بھی صرف اسی صوبہ تک ہی محدود ہو۔

۱۳۔ سندھ و بلوچستان کی علیحدگی کے بعد اگر کبھی موجودہ صوبجات کی حدود قابل تبدیلی سمجھی جائیں۔ تو ایسی تبدیلی نہ ہو جس سے اکثریت اقلیت میں بدل جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تبدیلی اس وقت ہو۔ جبکہ اس صوبہ کی اکثریت کا ۳/۴ حصہ اس کی تائید کرے۔

۱۴۔ مختلف اقوام کو ان کی تعداد آبادی کے مطابق حکومت کے تمام شعبوں میں ملازمت کا حق ملنا چاہئیے۔

۱۵۔ قانون اساسی کے غلط استعمال پر ہر فرد یا افراد کو انگلستان کی پریوی کونسل میں اپیل کا حق ہوگا۔

۱۶۔ یہ تمام امور قانون اساسی میں داخل ہونے چاہئیں۔

۱۷۔ آخری ریزولیوشن یہ پاس ہوا کہ اس جلسہ کی تمام کارروائی کی اطلاع گورنمنٹ۔ سائمن کمیشن مسلم لیگز اور اسلامی پریس کو بھیجی جائے ۔

(فضل حسین لوکل سیکرٹری تبلیغ قادیان)

احمدیہ جماعتیں اور سالانہ جلسہ کے اخراجات

سالانہ جلسہ کے لئے ضروری اشیاء کی فراہمی اور خرید کے لئے وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اور کام بہت بڑا ہے۔ تاہم اگر احمدیہ جماعتیں ہمت اور کوشش سے کام لیں۔ اور چندہ جلسہ سالانہ جلد سے جلد ارسال کردیں۔ تو یہ بہت بڑا کام نہایت عمدگی کے ساتھ چند دنوں میں ہی سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ کئی مقامات سے اطلاعیں موصول ہو رہی ہیں کہ احباب اخراجات جلسہ سالانہ کے فراہم کرنے میں سرگرمی سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن اس سرگرمی میں ابھی بہت کچھ اضافہ کی ضرورت ہے۔ پس اس بارے میں قطعاً کسی قسم کا توقف نہ کیا جائے۔ اور فوراً چندہ جلسہ سالانہ دفتر بیت المال میں ارسال کردیا جائے۔

مسلمانان رنگپور بنگال کا جلسہ

تار بنام الفضل

۱۳ نومبر رنگپور کے ایک جلسہ میں جس میں جناب مولوی غلام فرید صاحب ملک ایم۔اے سابق مسلم مشنری انگلینڈ نے تقریر فرمائی حسب ذیل ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوئے۔

۱۔ ہندوستان کو فیڈرل سسٹم کی حکومت دی جائے۔ ۲۔ سندھ کو علیحدہ صوبہ بنایا جائے۔ اور اس میں نیز صوبہ سرحدی اور بلوچستان میں اصلاحات کا نفاذ کیا جائے۔ ۳۔ جداگانہ نیابت کا اصول جاری رکھا جائے۔ اور بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کے لئے تناسب آبادی کی بنا پر نشستیں مخصوص کردی جائیں۔ ۴۔ سنٹرل لیجسلیچر میں مسلمانوں کو ۱/۳ نیابت دی جائے۔ اور مسلمانوں کو ان کی تناسب آبادی کے لحاظ سے حکومت میں ملازمتیں دی جائیں۔

جلپا گوری (بنگال) میں نہرو رپورٹ کے خلاف جلسہ

(تار بنام الفضل)

جلپا گوری ۱۴ نومبر انعام الحسین صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ ایک پبلک جلسہ میں جو زیر صدارت خان بہادر ڈاکٹر عبد العزیز صاحب پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ دارجیلنگ منعقد ہوا تھا۔ جس میں ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے سابق مسلم مشنری انگلستان نے تقریر کی مسلمانان جلپا گوری (بنگال) نے حسب ذیل ریزولیوشن بالاتفاق رائے منظور کئے۔ ۱۔ نہرو رپورٹ مسلمانوں کیلئے ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے مفاد سے متعصبانہ لاپرواہی برتی گئی ہے۔ ۲۔ ہندوستان کو صوبجات کی کامل خود اختیاری کے ساتھ فیڈرل طرز کی حکومت ملنی چاہئیے۔ ۳۔ سندھ کو غیر مشروط طور پر علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔ ۴۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔ ۵۔ جداگانہ طریق انتخاب جاری رکھا جائے۔ اور پنجاب و بنگال میں تناسب آبادی کے لحاظ مسلمانوں کی نشستیں مخصوص کردی جائیں۔ ۶۔ مرکزی حکومت میں مسلمانوں کو ۱/۳ نیابت دی جائے۔ ۷۔ مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں ان کی تناسب آبادی کے لحاظ سے حصہ دیا جائے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۰ قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۸ عیسوی جلد ۱۶

سائمن کمیشن کے سامنے ہندوؤں اور سکھوں کے مطالبات

مسلمانوں کی بے چارگی

سائمن کمیشن کے لاہور کے اجلاسوں میں ہندو ۔ سکھ اور مسلمان وفود نے پیش ہو کر جو مطالبات پیش کئے ہیں ۔ اور سائمن کمیٹی کے ہندو اور سکھ ممبروں نے اپنے سوالات کے ذریعہ شہادت دینے والے ہندو اور سکھ ممبران وفود کو خصوصاً اور مسلمان ممبروں کو عموماً جس راہ پر چلانے اور جو جو باتیں ان کے موہنوں سے اگلوانے کی کوشش کی ہے ۔ ان کا سرسری مطالعہ کرنے والا ہر شخص سوائے اس کے اور کسی نتیجہ پر نہیں پہونچ سکتا ۔ کہ ہندو اور سکھ متفقہ طور پر نہ صرف مسلمانوں کے غصب شدہ حقوق کو دبائے رکھنا چاہتے ہیں بلکہ ان سے اور بھی بہت کچھ چھین لینے کے لئے سر توڑ جدوجہد کر رہے ہیں ۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں ۔ کہ اپنے جائز اور واجبی حقوق حاصل کر سکیں ۔ اور اغیار کی دست برد سے محفوظ رہ سکیں ۔

اس صورت حالات کو مسلمانوں کی شرافت کے مقابلہ میں ہندوؤں اور سکھوں کی سینہ زوری سمجھئے ۔ یا مسلمانوں کی کمزوری پر محمول کیجئے ۔ بات یہی ہے ۔ کہ ہندو اور سکھ باوجود مجموعی طور پر مسلمانوں سے قلیل ہونے کے ان سے زیادہ نشستوں کا مطالبہ کر رہے ہیں ۔ مخلوط انتخاب پر زور دے رہے ہیں ۔ اور یہاں تک کہہ رہے ہیں ۔ کہ اگر ان کے مطالبات کے آگے اور خاص کر جداگانہ انتخاب اڑانے کے لئے سائمن کمیشن نے سر تسلیم خم نہ کر دیا ۔ تو وہ نہ مزید اصلاحات چاہتے ہیں ۔ اور نہ آئینی ترقی ۔

چنانچہ ہندوؤں کے وفد نے ملک کے آئندہ نظام کے متعلق کمیشن کے سامنے اظہار رائے کرتے ہوئے کہا :۔

" ہم ڈومینین سٹیٹس چاہتے ہیں ۔ بشرطیکہ فرقہ وار اصول ہر دائرہ اور ہر محکمہ سے نکل جائے ۔ نہ کونسل میں رہے ۔ نہ مقامی مجالس میں ۔ نہ ملازمتوں میں اور ہندوستان کے ہر صوبہ میں یہی طریق عمل رکھا جائے ۔ مذہب ملت ۔ ذات پات وغیرہ کا کوئی امتیاز سیاسی معاملات میں باقی نہ رہے ۔ اگر فرقہ وار اصول کسی شکل میں بھی اور کسی جگہ بھی باقی رہے ۔ تو ہم نہ مزید اصلاحات چاہتے ہیں اور نہ آئینی ترقی کے خواہاں ہیں "

ایک طرف پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کا اپنی تعداد سے بہت زیادہ نشستوں کا مطالبہ اور دوسری طرف مخلوط انتخاب پر اس قدر زور دینا بتاتا ہے ۔ کہ مخلوط انتخاب کو وہ اپنی آبادی سے زیادہ نشستیں حاصل کرنے کا کارگر ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ اور وہ لوگ جو مسلمانوں کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں ۔ کہ مسلمان پنجاب مخلوط انتخاب کی حالت میں نہ صرف اپنی تعداد کے مطابق بلکہ اس سے بھی زیادہ نشستیں حاصل کر سکیں گے ۔ وہ اگر دیدہ دانستہ غلط بیانی اور دھوکہ دہی کے مرتکب نہیں ہو رہے ۔ تو اپنی نادانی کا ضرور ثبوت دے رہے ہیں ۔

پنجاب میں ہندوؤں کا اقلیت میں ہو کر مخلوط انتخاب کا مطالبہ کرنا چونکہ بظاہر ایک عجیب امر ہے ۔ اور ہر شخص کو اس پر حیرت ہونا لازمی ہے ۔ اس لئے سائمن کمیٹی میں ہندو وفد کے لیڈر سے ڈاکٹر گوکل چند ممبر کمیٹی نے اس حیرت کو دور کرانے کے لئے یہ سوال کیا ۔ کہ " ہندو اقلیت میں ہیں ۔ کیا مخلوط انتخاب میں انہیں نقصان نہیں ہوگا "

اس کا جو جواب دیا گیا ۔ وہ سننے کے قابل ہے ۔ کہا گیا :۔

" ہندو ملک کی ترقی جمہوریت اور قومیت کے نشر و ارتقار کی خاطر یہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں "

ملک کی ترقی جمہوریت اور قومیت کے ارتقار کی خاطر ہندوؤں نے اس وقت تک جو قربانیاں کی ہیں ۔ وہ اگر کسی کی نظر کے سامنے نہ ہوں ۔ تو ممکن ہے ۔ وہ اس بیان کو درست سمجھ لے ۔ لیکن جو لوگ یہ جانتے ہیں ۔ کہ ہندو ملکی فوائد کو اپنے معمولی سے معمولی ذاتی اور قومی فوائد پر قربان کرتے رہتے ہیں ۔ وہ اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے ۔ اصل بات یہ ہے ۔ مخلوط انتخاب کا مطالبہ کرتے ہوئے ہندو نہ صرف کسی قسم کی قربانی نہیں کر رہے ۔ بلکہ اپنے فوائد کی خاطر مسلمانوں کو قربان کرنا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ جداگانہ انتخاب کی صورت میں ممکن ہی نہیں ۔ کہ وہ اپنی تعداد سے زیادہ کسی صورت میں بھی نشستیں حاصل کر سکیں ۔ لیکن مخلوط انتخاب کی حالت میں وہ اپنے اثر اور رسوخ ۔ اپنے مال اور دولت کے ذریعہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کو جو جہالت اور غربت کی وجہ سے ان کی دست نگر ہے ۔ اور ان کے قرض کے نیچے دبی ہوئی ہے ۔ اپنی تائید میں کھڑا کر سکتے ہیں ۔ اور اس طرح اپنے حق سے بہت زیادہ نشستوں پر ان کا قابض ہو جانا یقینی ہے ۔ یہ ہے ۔ وہ قربانی جس کا اعلان سائمن کمیشن کے روبرو کیا گیا ۔ اور جسے قومیت کے نشر و ارتقار کی خاطر پیش کرنے کا دعوے کیا گیا ۔

سکھوں کے وفد نے اپنا یہ مطالبہ پیش کیا ۔ کہ " پنجاب میں چالیس فیصدی مسلمانوں کو ۔ تیس فیصدی ہندوؤں کو اور تیس فیصدی سکھوں کو نشستیں ملیں "

یہ مطالبہ جس قدر عجیب و غریب اور حقیقتاً مسلم کش ہے ۔ وہ ظاہر ہے ۔ سر سائمن بذات خود بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے ۔ اور انہوں نے کہا :۔

" میں نے پنجاب کی مختلف قوموں کی آبادی اور رائے دہی کا نقشہ مرتب کرایا ہے ۔ اسے میں سکھوں کے مطالبہ کے ساتھ رکھتا ہوں

قوم	آبادی	رائے دہی	سکھوں کی تجویز
سکھ	۱۱	۲۴	۳۰
ہندو	۳۳	۳۲	۳۰
مسلمان	۵۵	۴۳	۴۰

یہ نقشہ بنا کر سر جان سائمن نے کہا " آخر اس کی کیا وجہ ہے ۔ کہ سکھ مسلمانوں ہی سے سب کچھ چھیننے کے درپے ہیں ۔ سکھوں کی آبادی کم ۔ رائے دہی آبادی سے زیادہ ۔ مطالبہ رائے دہی سے زیادہ ۔ ہندوؤں کی آبادی ۔ رائے دہی اور سکھوں کے تناسب میں چنداں فرق نہیں لیکن مسلمانوں کی آبادی ۵۵ فیصدی ۔ رائے دہی ۴۳ فیصدی اور ان کے لئے تجویز صرف ۴۰ فیصدی کیا جاتا ہے ۔ آبادی میں ہندو اور سکھ بحیثیت مجموعی مسلمانوں سے کم ہیں ۔ مگر مطالبہ ان کے لئے زیادہ کیا جاتا ہے "

یہ حالات جنہوں نے سر سائمن کے قلب میں بھی مسلمانوں کے متعلق جذبات ترحم پیدا کر دئے ۔ اگر خود مسلمانوں کو مسلمانوں کے لئے رحم دل بنانے میں ناکام رہیں ۔ تو نہایت ہی افسوس اور رنج کا مقام ہوگا ۔ اب بھی وقت ہے ۔ کہ مسلمان متحدہ طور پر اپنے قومی اور ملکی مفاد کی خاطر کھڑے ہو جائیں ۔

ہندوؤں کی ہوشیاری اور موقعہ شناسی دیکھئے ۔ کہ ان میں سے وہ طبقہ جو اپنے آپ کو سائمن کمیشن کے خلاف بتاتا ہے ۔ اس نے نہرو رپورٹ تیار کر کے کمیشن کے سامنے رکھ دی ہے ۔ اور دوسری طرف وہ لوگ جو تعاونی کہلاتے ہیں ۔ قریباً انہی لائنوں پر جو نہرو رپورٹ نے مرتب کی ہیں ۔ وفد کے سامنے اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں ۔ اور اس طرح گویا سارے کے سارے ہندو خواہ وہ بظاہر کمیشن کے مخالف ہوں یا موافق ۔ متحدہ طور پر اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں ۔ لیکن افسوس ۔ کہ مسلمان اس موقعہ پر بھی نہایت ہی پراگندہ حالت میں ہیں ۔ کچھ لوگ نہرو رپورٹ کے حامی بنکر مسلمانوں ہی کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں اور اپنی تباہی کے سامان آپ فراہم کر رہے ہیں ۔ کاش انہیں اپنے نیک و بد میں تمیز کرنے کی توفیق نصیب ہو ۔

ساہوکاروں کا ووٹروں پر اثر

سمجھ میں نہیں آتا۔ نواب مظفر خاں صاحب ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو و کمشنر انتخابات نے سائمن کمیشن کے سامنے شہادت دیتے ہوئے یہ کیوں کہا۔ کہ "ساہوکاروں کا ووٹروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا" اس بات کا صحیح علم اور تجربہ ان لوگوں کو ہو سکتا ہے جنھیں ووٹروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اور جنھیں اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ جو بندھے بندھائے ووٹ دینے جاتے ہیں۔ ان کا دل کسی اور طرف ہوتا ہے۔ لیکن ووٹ کسی اور کو دینے پر مجبور ہوتے ہیں:۔

ممکن ہے۔ ڈائرکٹر صاحب انفرمیشن بیورو کے پاس سرکاری ذرائع سے اس بارے میں کوئی اطلاع نہ پہونچی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کمشنر انتخاب ہونے کی حیثیت سے ان کے لئے اس بات کا اعتراف مناسب نہ ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ووٹروں پر ساہوکاروں کا فرق اثر ہے۔ اور بہت بڑا اثر ہے۔ چنانچہ سر شفیع نے اپنی شہادت میں کھلے طور پر اس کا اعتراف کیا ہے +

مسلمانوں کے مطالبات کی حفاظت

پنجاب کونسل کے مسلم ارکان کے نمائندے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب اور کپتان سکندر حیات خاں صاحب نے سائمن کمیٹی میں جس قابلیت اور عمدگی سے مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے کوشش کی ہے۔ اس کا اعتراف معاصر "انقلاب" نے بھی ان زوردار الفاظ میں کیا ہے۔ جو انتخاب کے موقعہ پر ان کی بہت کچھ مخالفت کر چکا ہے۔

چنانچہ معاصر موصوف (۱۰ نومبر) لکھتا ہے:۔

"چودھری ظفر اللہ خاں اور کپتان سکندر حیات خاں کے تمام سوالات کا مدعا صرف ایک نظر آتا ہے۔ کہ اب تک مسلمانوں کے حقوق کی پامالی کا جو منظم سلسلہ قائم ہے۔ وہ سامنے آجائے۔ اور اصلاح کی جائز تدابیر سے سائمن کانفرنس روشناس ہو سکے۔ لیکن ان کے تمام سوالات تعصب یا تنگ نظرانہ فرقہ پرستی کی آلائش سے بالکل پاک ہیں۔ اور جو لوگ کمیشن کی کارروائی کو سنتے رہے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ ڈاکٹر نارنگ اور راجہ نریندر ناتھ کا تقریباً ہر سوال مسلمانوں کے خلاف تعصب اور تلخی سے ملوث تھا۔ اس کے خلاف چودھری ظفر اللہ خاں اور کپتان سکندر حیات خاں کے ہر سوال میں کامل ملائمت اور مصالحت نمایاں تھی"۔

ہر وہ شخص جس نے کمیشن کی روداد پڑھی ہے۔ اس بات کا اعتراف کریگا کہ جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے سوالات نہایت زبردست نہایت اہم اور ضروری امور کے متعلق تھے۔ اور باوجود اس کے کہ غیر مسلم جواب دینے والے نہایت ہوشیار اور مسلمانوں کے مفاد کو کچلنے کا تہیہ کئے ہوئے تھے۔ تاہم انھیں ان باتوں کا اعتراف کرنا ہی پڑتا تھا۔ جو انکے سامنے پیش کی جاتی تھیں۔

سائمن کمیشن کی تحقیقات کا نتیجہ خواہ کچھ برآمد ہو۔ لیکن مسلمانان پنجاب

لدھانہ کے ایک دوست نے بتایا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کے جو مضامین نہرو رپورٹ کے متعلق "الفضل" میں شائع ہوئے ہیں۔ جب ایک مشہور سیاسی لیڈر کو مطالعہ کے لئے دئے گئے۔ تو انھوں نے پڑھنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا جس قابلیت سے ان مضامین میں نہرو رپورٹ پر تنقید کی گئی ہے۔ اس کی تعریف ناممکن ہے۔ اور جو باتیں پیش کی گئی ہیں۔ وہ نہایت پُر زور اور بادلائل ہیں۔ مگر........

اتنا کہکر خاموش ہو گئے۔ اور پھر باصرار دریافت کرنے پر کہا۔ مگر ان مضامین کے لکھنے میں کوئی اور ہاتھ پوشیدہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کہاں یہ زبردست سیاسی مضامین جن کا راقم تمام دنیا کی سیاست کا پورا ماہر نظر آتا ہے۔ اور کہاں قرآن پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہنے والا انسان

ہمارے دوست کو اگرچہ یہ الفاظ سخت ناگوار گذرے۔ لیکن انھوں نے صرف یہ جواب دیا۔ کہ آپ یہ خیال کرنے میں معذور ہیں۔ کیونکہ آپ کو ایسے ہی قرآن پڑھانے والوں سے واسطہ پڑا ہے۔ جو عربی کے الفاظ طوطے کی طرح رٹنا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کو کبھی ہمارے امام سے ملاقات کا شرف حاصل ہو۔ اور سیاسیات پر گفتگو کرنے کا موقعہ ملے۔ تو دیکھ لیں۔ کہ یہ قرآن کریم کا حقیقی معلم کس طرح دینی اور دنیوی علوم کا جامع ہے۔ اور قرآن کریم کی روشنی میں کس قدر دینی اور دنیوی معاملات کے فہم کا ملکہ خدا تعالےٰ نے اسے عطا کر رکھا ہے +

امریکہ کے پریزیڈنٹ کا نیا انتخاب ہوا ہے۔ جس کے لئے دو شخصوں مسٹر سمتھ اور مسٹر ہوور میں سخت مقابلہ تھا۔ قبل اس کے کہ ایک کی ناکامی اور دوسرے کی کامیابی ظاہر ہو۔ مسٹر سمتھ نے اپنی ناکامی کا احساس کرتے ہوئے مسٹر ہوور کو مبارکباد کا تار دیا جس میں لکھا۔ "میں آپ کی کامیابی پر آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ آپ تندرست و خوش رہیں۔ اور آپ کی حکومت کامیاب ہو"۔

عالی حوصلگی اور وسیع الاخلاقی کی یہ علامت کہ اپنے حریف کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ اکثر لوگ تو ایسی حالت میں جل بھن کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض تو جاتے جاتے دولتیاں جھاڑنے لگ جاتے ہیں۔ خواہ ان کی پہنچ انکے مد مقابل تک نہ بھی ہو۔

"امیر" کا خطاب مولوی محمد علی صاحب اپنے لئے ریزرو سمجھتے ہونگے لیکن یہ معلوم ہو کر انھیں بے حد تشویش ہوگی۔ کہ اس خطاب کے مستحق اسی پنجاب میں ایک اور صاحب بھی نمودار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اخبار "انقلاب" (۱۰ اکتوبر) میں "امیر" کا خطاب سید فضل شاہ صاحب جلالپوری کے متعلق

استعمال کیا گیا ہے۔ ممکن ہے۔ مولوی محمد علی صاحب قانونی طور پر اپنے خانہ ساز خطاب کے تحفظ کے لئے چارہ جوئی نہ کر سکیں۔ اور کم از کم چار وکلاء سے دس پندرہ دن کا میعادی نوٹس نہ دلا سکیں۔ کیونکہ ان کا خطاب گورنمنٹ کے قانون کے مطابق "رجسٹرڈ" نہیں۔ تاہم انھیں اخلاقی طور پر یہ حق حاصل ہے۔ کہ شاہ صاحب موصوف کو "امیر" کا خطاب اختیار کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے اگر انھیں ہماری خدمات کی ضرورت ہو۔ تو ہم بڑی خوشی سے ان کی امداد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے۔ جس امارت کے حصول کے لئے انھیں قادیان کی ہجرت کو منسوخ کرنا پڑا۔ وہ یونہی ان کے ہاتھ سے چھین جائے +

رنگون کے ایک پوسٹر میں جس کا اقتباس معاصر "مدینہ" (۹۔ نومبر) نے دیا ہے۔ لکھا ہے:۔

"آج کل جو آریہ قوم اسلام پر ناپاک حملے کر رہی ہے۔ یہ سب کچھ علمائے دیوبند کی محنت کا نتیجہ ہے۔ کاش یہ لوگ علم نہ پڑھتے"!

ہم صرف آخری فقرہ میں یہ تغیر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کاش یہ لوگ صحیح علم پڑھتے۔ اور اس کا صحیح استعمال جانتے۔ کیونکہ جو باتیں یہ لوگ علم قرار دے کر پیش کرتے ہیں۔ انہی پر آریوں کے بیشتر اعتراضات کا دارومدار ہوتا ہے +

مولوی محمد علی صاحب کے "ایک دوست" نے اپنی تہذیب و شرافت کی نمائش بذریعہ خط صرف "حضرت امیر" کے روبرو ہی کی تھی لیکن انھوں نے اس سے تنہا لطف اندوز ہونا گوارا نہ کیا۔ اور "پیغام" (۹ نومبر) کے صفحہ پر حسب ذیل الفاظ شائع کرا دئے:۔

"قادیانی گروہ اب شرم و حیا اور ایمان کو بالائے طاق رکھ کر جماعت احمدیہ لاہور کے ممبروں کی نسبت عوام کو بدظن کرنے کے لئے من کل الوجوہ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے"۔

غالباً ان الفاظ میں "قادیانیوں کے عقیدہ تکفیر مسلمین اور اجرائے نبوت" کے خلاف مولوی صاحب کو نئے اور اچھوتے دلائل ہاتھ آئے ہیں۔ اسی لئے انھوں نے اپنی اس ہدایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیغام صلح میں شائع کرا دئے ہیں۔ کہ

"میں اخبار پیغام صلح کو یہ ہدایت کرتا ہوں۔ کہ سوائے قادیانیوں کے عقیدہ تکفیر مسلمین اور اجرائے نبوت کے اور کسی مسئلہ پر کچھ نہ لکھیں اور ان مسائل پر بھی جو بحث ہو۔ وہ دلائل کے طور پر متانت سے ہو"۔

دلائل کے طور پر متانت سے بحث کا یہ نمونہ جو اوپر پیش کیا گیا ہے بتا رہا ہے۔ کہ ہمارے مقابلہ میں مولوی محمد علی صاحب کے دلائل لور نیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مخالفت سے گھبرانا نہیں بلکہ قدم آگے اٹھانا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۹ر نومبر ۱۹۲۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہر سلسلہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے۔ اور ہر آواز جو آسمان سے بلند ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ مخالفتیں بھی لگی ہوتی ہیں اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں اپنے نبیوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطٰن فی امنیتہٖ (۲۲-۵۱) کہ جب کسی کام کو نبی شروع کرتے ہیں۔ اور کسی بات کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو ان کے ارادہ کے پورے ہونے کے رستہ میں شیطان روکیں ڈالتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یہ قانون ہے۔ اور اٹل قانون ہے کبھی ایسا نہ ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اور اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے کوئی نبی کھڑا ہو۔ اور اس کے رستہ میں روکیں نہ ڈالی جائیں۔ ہم جب

قانون قدرت

کو دیکھتے ہیں۔ تو یہی نظارہ وہاں بھی نظر آتا ہے۔ ہر ایک اچھی چیز جو ہے۔ اس کے ساتھ کچھ برائی بھی لگی ہوئی ہے۔ ہر حسن کے ساتھ کچھ بدصورتی بھی ہوتی ہے۔ جس جگہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ خوبصورت نظارے پیدا کئے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی کچھ ہلاکت کے گڑھے بھی ہوتے ہیں۔

پہاڑوں کی چوٹیاں

اگر ایک طرف حسن اور خوبصورتی کا منظر پیش کر رہی ہوتی ہیں۔ تو ساتھ ہی ان کی غاریں ایک بے پناہ ہلاکت کی طرف بلا رہی ہوتی ہیں۔ دریا اور سمندر اگر اپنے اندر ہزاروں قسم کی خوراک اور زینت و زیبائش کے سامان رکھتے ہیں۔ تو ساتھ ہی ہلاکت اور تباہی کے سامان بھی رکھتے ہیں۔ غرض دنیا میں ہر ایک جگہ اچھے کے ساتھ بُرا بھی نظر آتا ہے۔ پس جس طرح قانون قدرت یہ نظارہ پیش کرتا ہے اسی طرح

قانون شریعت

میں نیکی کے ساتھ بدی اور بھلائی کے ساتھ برائی لگا دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی شیطان کی پیدائش کا ذکر موجود ہے۔ لوگ حیران ہوتے ہیں۔ کہ انسان کے ساتھ ہی شیطان کہاں سے آگیا۔ حالانکہ شیطان خدا تعالےٰ کے قانون قدرت کا حصہ ہے۔ اور بغیر شیطان کے ملائکہ کی بھی خوبصورتی نظر نہیں آسکتی اور بغیر بُرے نظاروں کے خوبصورت نظاروں کی حقیقت بھی دکھائی نہیں دے سکتی۔ بظاہر

ہر ایک برائی

تکلیف دہ اور رنج پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت انسان کو خوبصورتی کی طرف مائل کرتی ہے۔ اسی طرح اگر دنیا میں

خدا کی آواز

کے ساتھ شیطان کی آواز نہ ہوتی۔ تو نبیوں کی جماعتوں کی ترقی کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ وہ کونسی چیز ہے۔ جو نبی کی آواز کو دنیا کے کناروں تک پہنچاتی ہے۔ کیا اس کے اپنے اشتہار اور اس کی اپنی کتابیں دنیا کے کناروں تک پہونچتی ہیں۔ اس کی اپنی آواز محدود ہوتی ہے۔ اور اس کے ماننے والے ابتداء میں ۳-۴ یا ۱۰-۲۰ ہوتے ہیں۔ وہ دنیا کے کناروں تک نبی کی آواز کیونکر پہنچا سکتے ہیں۔ وہ (وائرلیس کا آلہ) جو نبی کی آواز کو ساری دنیا میں پہونچاتا ہے۔ اور وہ بجلی کی تاریں جو اس کی آواز کو دنیا کے کناروں تک پہونچاتی ہیں۔ وہ

شیطان اور اس کی ذریت

ہوتی ہے۔ جس وقت نبی آواز بلند کرتا ہے۔ تو شیطان اور اس کی ذریت اس آواز کو ساری دنیا میں پہونچا دیتی ہے۔ وہ تمام دنیا کو اس طرح خبر کر دیتی ہے۔ کہ کہتی پھرتی ہے۔ فلاں انسان بہت بُرا ہے۔ اس کی طرف توجہ نہ کرنا۔ لوگ اس انسان کے بُرے ہونے کا فیصلہ تو بعد میں کرتے ہیں۔ پہلے انہیں یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں شخص دنیا میں کھڑا ہوا ہے۔ اور اس کا یہ دعوےٰ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے جب دعویٰ کیا۔ تو اس وقت آپ کو جو سامان میسر تھے۔ ان کے ذریعہ کہاں دنیا کو اپنے دعوے سے مطلع کر سکتے تھے۔ ایک ایسا آدمی جس پر بمشکل آدمی ایمان لائے۔ نہ گورنمنٹ کو اس کی طرف توجہ ہو سکتی تھی۔ اور نہ کسی اور کو۔ اس وقت شیطان آگے آیا۔ اور اس نے آکر کہا۔ اس شخص نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اس سے بچنا۔ اور اس کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرنا۔ وہ

امیروں کے پاس

گیا۔ اور ان کے کانوں میں جا کر یہ ڈالا۔ کہ یہ شخص تمہاری امارتوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ

مولویوں کے پاس

گیا۔ اور انہیں جا کر پڑھایا۔ کہ یہ تمہاری مولویت کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ وہ

فقیروں کے پاس

گیا۔ اور انہیں جا کر بتایا۔ کہ یہ تمہارے فقر پر پانی پھیرنا چاہتا ہے۔ وہ

صوفیوں کے پاس

گیا۔ اور انہیں جا کر سکھایا۔ کہ یہ تمہاری روحانیت کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے۔ وہ

عوام کے پاس

گیا۔ اور جا کر کہا۔ یہ تمہاری طاقت کو تہ و بالا کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت جب امراء نے سمجھا۔ کہ ہماری حکومت تباہ کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے تو چونکہ ان کی کرتا دھرتا گورنمنٹ ہی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے پاس گئے۔ اور جا کر کہا۔ یہ خطرناک آدمی پیدا ہو گیا ہے۔ اس کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اس طرح گورنمنٹ ہوشیار ہوئی۔ ادھر عوام نے آپس میں کہنا شروع کیا۔ یہ ایسا انسان پیدا ہوا ہے۔ جو ہمارے

نظام میں تغیر

کرنا چاہتا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اس طرح ان میں آپ کے کھڑے ہونے کی خبر پہونچی۔ اسی طرح صوفیوں نے اپنی مجلسوں میں اور مولویوں نے اپنے وعظوں میں آپ کا ذکر کرنا شروع کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہر جگہ آواز پہونچ گئی۔ انگریزوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے انگریزوں تک مولویوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے مولویوں تک صوفیوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کے صوفیوں تک آپ کا ذکر پہنچ گیا۔ اور وہ کام جسے ہم ہزاروں سال میں بھی نہ کر سکتے تھے۔ شیطان نے چند ماہ میں کر دیا۔ اور وہی چیز جسے انسانی نسلوں کو تباہ کرنے والی سمجھا جاتا ہے۔ وہی دنیا پر حجت پوری کرنے والی بن گئی۔ کہا جاتا ہے۔ کیونکر ساری دنیا پر حجت تمام ہو گئی۔ کہ وہ عذاب کے نیچے آجائے گی۔ یا کم از کم سوال کے نیچے آگئی۔ ہم تو اس بات کے قائل نہیں ہیں۔ کہ کامل حجت کے بغیر عذاب آجائے۔ لیکن بہرحال سوال تو ہر اس شخص سے ہو سکتا ہے۔ جس کے کان میں آواز پڑے۔ اس بات کا مستحق ساری دنیا کے لوگوں کو کس نے بنایا۔ ہم اس کا نہایت آسانی اور صداقت سے یہ جواب دے سکتے ہیں۔ کہ خود شیطان نے لوگوں کو یہ سوال کئے جانے کے قابل بنا دیا۔ کیونکہ اس نے

ساری دنیا کو اطلاع

دے دی۔ کہ مسیح موعود آگئے۔ غرض وہی وجود دنیا کو برباد اور گمراہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا موجب بن گیا۔

ان حالات اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے مخالفتوں اور تکلیفوں سے کبھی نہیں گھبرانا چاہیئے۔ خواہ وہ کس حد تک پہنچ

جائیں۔ مخالفت لوگوں کو بیدار کرتی ہے۔ اور ان کی سستیوں کو دور کرتی ہے۔ اور بسا اوقات ضروری ہوتی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ مگر بات اچھی طرح یاد ہے۔ کہ کبھی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے۔ کہ ان کے علاقہ میں

جماعت کی ترقی

نہیں ہوتی۔ اس پر آپ فرماتے۔ جاکر آگ لگا دو۔ تب لوگ توجہ کریں گے۔ اگر یوں کسی کے گھر جاکر دستک دی جائے۔ تو ہو سکتا ہے۔ جواب بھی نہ دے۔ لیکن اگر اسے یہ کہا جائے۔ کہ تمہارے مکان کو آگ لگی ہوئی ہے۔ تو بے تحاشا اٹھ کھڑا ہوگا۔ پس اگر تم ترقی چاہتے ہو۔ تو آگ لگا دو۔ اس کے بعد ترقی ہوگی۔

یہ بالکل صحیح اور درست بات ہے۔ مخالفت اور وہ مخالفت جو خدا تعالےٰ خود پیدا کر دیتا ہے۔

بڑی قیمتی چیز

ہے۔ ابتلاء خود مانگنا پسندیدہ بات نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی ابتلا آئے۔ تو اس سے

بہتر سے بہتر فائدہ

اٹھانا مومن کی شان ہے۔ دیکھو جب طوفان آتے ہیں۔ تو علاقوں کے علاقے برباد کر جاتے ہیں۔ یہ عذاب ہوتا ہے۔ مگر یہی پانی ہوتا ہے۔ جب اس سے گورنمنٹ بجلی نکالتی ہے۔ تو کتنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح شیطان کے حملہ کو قابو میں لاکر فائدہ اٹھانا مومن کی شان ہے۔ نہ کہ اس سے گھبرا جانا۔ میں دیکھتا ہوں جہاں سلسلہ کی مخالفت بند ہو جاتی ہے۔ وہاں سلسلہ کی ترقی بھی بند ہو جاتی ہے۔ اور جہاں مخالفت ہوتی ہے۔ وہاں جماعت ترقی کرتی جاتی ہے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو

مخالفتوں سے ڈرنا نہیں چاہیئے

مگر میں دیکھتا ہوں۔ جہاں جہاں جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ یہ احساس پیدا ہوتا جاتا ہے۔ کہ مخالفت نہ ہو۔ اور کوئی خلاف آواز نہ اٹھائے۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ مگر وہ زیادہ دور کے زمانہ کے واقعات نہیں ہیں۔ یہی قادیان جہاں اب خدا کے فضل سے

احمدیوں کی کثرت

ہے۔ اور دوسرے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں۔ یہاں بھی ایک وقت وہ تھا۔ کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنے والوں کو آرام حاصل نہ تھا۔ بعض لوگ رستہ میں کیلے گاڑ دیتے تھے۔ اور کہتے تھے ہم یہاں اپنے جانور باندھینگے۔ مگر ان کی غرض یہ ہوتی تھی۔ کہ اندھیرے منہ صبح شام گزرنے والے ٹھوکریں کھا کر گریں۔ اگر کوئی ان کیلوں کو اکھیڑتا۔ تو اس سے لڑائی کی جاتی۔ اور جب بعض جوشیلے احمدی ان سے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوتے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں روکتے۔ اور فرماتے صبر کرو۔ پھر مسجد کے آگے دیوار بنا دی گئی۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت دیدیتے تو اس کی ایک ایک اینٹ دس پندرہ منٹ میں غائب کر دی جاتی مگر آپ نے اس کی اجازت نہ دی۔ اور دو سال تک مقدمہ چلتا

رہا۔ تب جاکر وہ دیوار گرائی گئی۔ بعض دفعہ گھر کے اندر سے گذار کر نمازیوں کو مسجد میں لایا جاتا تھا۔ مگر باوجود اس کے صبر سے کام لیا گیا۔ غرض ان ایام میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو ابتلاء آئے وہ ہمیں بھولے نہیں۔ بعد میں آنے والے سمجھتے ہوں گے۔ کہ جماعت کے لوگوں کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی ہوگی۔ اور شروع سے یہی حالت ہوگی۔ جو اب ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ یہاں

بڑے بڑے ابتلاء

آئے۔ ان میں سے بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔ جو میری ہوش سے بھی پہلے کی ہیں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ ایک وقت چوہڑوں کو کہہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ صفائی نہ کریں۔ اور کمہاروں سے کہہ دیا گیا تھا۔ کہ برتن نہ دیں۔ یہ میری ہوش سے پہلے کی باتیں ہیں۔ مگر یہ باتیں میری ہوش کی ہیں۔ کہ معمولی مٹی اٹھانے پر لڑائی جھگڑے ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ کے کمرے اس طرح بنے کہ کوئی کمرہ راتوں رات بنا لیا گیا۔ اور کوئی اسی وقت بنایا گیا جب مخالفت کرنے والوں کو موجود نہ پایا گیا۔ سید احمد نور صاحب مولوی قطب الدین صاحب میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کے جہاں مکانات ہیں۔ وہاں لڑائیاں ہوئیں۔ اور مٹی ڈالنے سے روکا گیا۔ اب وہ

زمانہ بدل گیا

خدا تعالےٰ نے یہاں جماعت زیادہ کر دی۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ

مخالفت کے زمانہ میں

جو لطف تھا۔ وہ بعد میں نہ رہا۔ مخالفت کے ایام میں خدا تعالےٰ کی طرف زیادہ توجہ ہوتی۔ اور مخالفین کے مقابلہ کے لئے سب لوگ مستعد ہوتے ہیں۔ لیکن امن میں آپس میں لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے

لڑائی کا مادہ

بھی فطرت انسانی میں رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ملائکہ نے بھی انسانی پیدائش کے موقعہ پر کہا۔ کیا ایسا وجود بنایا جائیگا۔ جو سفک دم کریگا معلوم ہوتا ہے۔ سفک دم اور فساد فی الارض انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ آگے یہ باتیں کوئی نیکی کی خاطر کرتا ہے۔ اور کوئی بدی کے لئے۔ بات یہ ہے مارنا اور لڑنا انسان سے وابستہ ہے۔ خواہ وہ نیکی کے لئے ہو۔ خواہ بدی کے لئے۔ اگر کوئی دشمن سے جاکر نہ لڑے۔ تو ڈاکٹر کی صورت میں نشتر سے دوسروں کے جسموں کو چیرتا پھاڑتا ہے۔ غرض انسان کے لئے مقابلہ کرنا اور لڑنا لازمی بات ہے۔ جب اس کے لئے یہ رستہ بند ہو جاتا یا انسان خود بند کر لیتا ہے۔ کہ غیروں سے لڑے۔ تو پھر اپنوں سے لڑنا شروع کر دیتا ہے۔ جب وہ غیروں سے لڑتا ہے۔ تو اسے

مظلومیت کی قدر

معلوم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ ظالم بننا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ مظلوم بننا پسند کرتا ہے۔ لیکن جب امن ہو جاتا ہے۔ اور غیروں سے مقابلہ نہیں رہتا۔ تو آپس میں لڑائی جھگڑا شروع کر دیتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مخالفت کا ہونا بھی ضروری چیز ہے۔ اور ہماری جماعت کے لوگوں کو مخالفتوں سے ڈرنا نہیں چاہیئے اور

سچی بات

تو یہ ہے۔ کہ جب تک اخلاق کی پوری پوری تربیت نہ ہو جائے۔ اسوقت تک مخالفت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ جو ایمان لانے کے ساتھ ہی اعلیٰ اخلاق حاصل کر لیتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لانے کے ساتھ ہی اخلاق میں پورا تغیر پیدا کر لیتے ہیں۔ وہی

صدیق

ہوتے ہیں۔ اور بہت کم ہوتے ہیں۔ صدیق اسے کہتے ہیں جو منہ سے بات کہنے کے ساتھ ہی اعمال میں اسے جاری کر لیتا ہے۔ اس میں تغیر انقلاب کے رنگ میں فوری پیدا ہوتا ہے۔ مگر عام قاعدہ یہی ہے۔ کہ تغیر ارتقا کے ذریعہ یعنی تدریجی ہوتا ہے۔ یہ

عام قانون

ہے۔ جب کسی انسان کو ایمان نصیب ہوتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اس کا منہ خدا تعالےٰ کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ وہ خدا تعالےٰ تک پہونچ بھی گیا ہے۔ اگر وہ قدم اٹھاتا جائیگا۔ اور کوشش کریگا۔ تب خدا تعالےٰ تک پہونچیگا۔ یہ

عام مومن کی حالت

ہوتی ہے۔ یعنی وہ ارتقا کے اصل کے ماتحت ترقی کرتا ہے۔ لیکن صدیق کی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ اس میں فوری تغیر ہوتا ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ جب کوئی جماعت ایمان لاتی ہے۔ تو وہ ساری کی ساری یک لخت اتقا میں بڑھ جاتی ہے۔ غلط ہے۔ جماعت اتقا میں آہستہ آہستہ ترقی کیا کرتی ہے۔ اور وہ جماعت جس کی مخالفت اگر اس زمانہ سے پہلے دور ہو جائے جب اس کے اخلاق کی تربیت ہو چکی ہو۔ تو اس کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں۔ اور اخلاقی طور پر پوری ترقی نہیں کر سکتی۔ پس ضروری ہے۔ کہ وہ لوگ جو

ارتقا کے قانون کے ماتحت

اخلاقی ترقی کرنے والے ہیں۔ جس قدر عرصہ ان کے لئے ضروری ہے اس میں ان کی مخالفت قائم رہے۔ اور کہا جا سکتا ہے۔ کہ بعض اوقات مخالفت کا ہونا

عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک نعمت

ہوتی ہے۔ اور اس کا مٹنا اخلاق اور تربیت کو برباد کر دیتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ ہماری جماعت مخالفتوں سے گھبرائے۔ اسے خوش ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس کی ترقی کے سامان مہیا کئے ہیں۔ اور ایسے ذرائع مخالفتوں کو مٹانے کیلئے اختیار نہیں کرنے چاہئیں۔ جو سختی کا پہلو رکھتے ہوں۔ اخلاق کی درستی کیلئے صبر جیسی

عظیم الشان درس گاہ

اور کوئی نہیں۔ خدا تعالےٰ کی خاص قدرت کا تو اور حال ہے۔ مگر انسانی تدابیر میں سے صبر بہت مفید چیز ہے۔ جو ہر قسم کے اخلاق میں اصلاح پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ دشمن سے دشمن کا دل موہ لیا جا سکتا ہے۔ پس میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ ہر تکلیف اور مخالفت کے وقت صبر سے کام لینا سیکھیں۔ جلدی جوش میں نہ آجایا کریں۔ کیا کوئی خلاف منشا بات دیکھکر اس لئے انہیں جوش آجاتا ہے۔ کہ وہ زیادہ ہو گئے ہیں۔ اور قوت کیساتھ مخالفت کو مٹا سکتے ہیں۔ جس غرض کے لئے وہ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کے لحاظ سے تو ان کی تعداد کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم

دنیا فتح کرنے کے لئے

کھڑے ہوئے ہیں۔ کیا اس کے لئے ہماری کثرت کافی ہو گئی ہے۔ یاد رکھو

پردہ کے مسئلہ پر

مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے خیالات

(۲)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ۲۱ اکتوبر کے پیغام کے ذریعہ پردہ نسوان کے متعلق اپنے عقیدہ اور مولوی محمد علی صاحب کے خیالات "کو متفق" ثابت کرنے کی جو ناکام کوشش کی۔ اس کے ایک حصہ پر "الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اور بتا دیا گیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اب جس چیز کا نام "زیادہ تشریح" رکھتے ہیں۔ دراصل وہ مولوی صاحب کے خیالات کی صاف اور واضح تردید ہے۔ کیونکہ جہاں مولوی صاحب نے یہ کہکر سارا چہرہ کھلا رکھنا جائز قرار دیا۔ کہ "قرآن نے ضروریات زندگی کی خاطر چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ کر دیا ہے" وہاں ڈاکٹر صاحب نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ "شریعت اسلام کی رو سے ہاتھ اور چہرہ کا اتنا حصہ جس میں آنکھیں۔ ناک اور منہ ہے کھلا رہنا جائز ہے" گویا ان کے نزدیک شریعت اسلام کی رو سے سارا چہرہ پردہ سے مستثنیٰ نہیں۔ بلکہ صرف اس کا ایک حصہ مستثنیٰ ہے۔

ان دونوں باتوں میں کھلا تضاد ہے۔ اور کوئی صحیح العقل انسان ڈاکٹر صاحب کے ان الفاظ کو مولوی صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کی "زیادہ تشریح" نہیں قرار دے سکتا۔ بلکہ ان کے خلاف سمجھیگا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کی ہوش مندی ملاحظہ ہو۔ کس صفائی اور شگفتہ بیانی سے ان متضاد بیانات کے متعلق فرماتے ہیں۔

"دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔ بات ایک ہی ہے"

اس سے بھی بڑھکر ڈاکٹر صاحب نے اپنے سابقہ بیان کے دوسرے پہلو کی تاویل کرنے میں حیرت انگیز جرات دکھائی ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون مندرجہ "تہذیب النسواں" ۱۴ جولائی میں سارا زور اس بات پر صرف کیا تھا۔ کہ شریعت نے جن محرموں سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان میں دیور اور بہنوئی بھی شامل ہیں۔ چنانچہ لکھا تھا

"گھر کے اندر بہت سے رشتہ دار غیر محرم مردوں سے مطلق کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ شریعت کی رو سے ان سے اسی قدر پردہ کا حکم ہے۔ جتنا ایک غیر رشتہ دار مرد سے۔ مثال کے طور پر ہمارے ہندوستان کے دیور اور بہنوئی لے لو۔ دیور بھاوج اور سالی بہنوئی کی بے تکلفی اور دل لگی اور مذاق زمانے پر روشن ہے۔ حالانکہ شریعت کی رو سے دیور اور بہنوئی غیر محرم ہیں"

اور اس بات کو بحث کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"جو اس کے خلاف کہتا ہے۔ وہ غلط کہتا ہے یہ مطلب اپنی خواہشات کا اتباع ہے۔ اسلام کا صرف بہانہ ہے"

لیکن جب انہیں بتایا گیا۔ کہ دیور اور بہنوئی جنہیں ان کے نزدیک شریعت اسلام نے غیر محرم قرار دیکر ان سے اسی قدر پردہ کا حکم دیا ہے۔ جتنا ایک غیر رشتہ دار مرد سے۔ اور اس کے خلاف کہنے والے۔ یعنی دیور اور بہنوئی سے پردہ نہ کرنے کے جواز کا فتوے دینے والے خود ان کے "حضرت امیر" ہیں۔ جو واضح الفاظ میں اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ کہ

"اس معاملہ میں قرآن وحدیث کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر ہونا چاہئیے۔ مگر میں تو اس حکم کے ماتحت اس امر کا جواز سمجھتا ہوں۔ کہ ہر مسلمان کے گھر میں چاہے وہ کتنے ہی سخت پردہ کا پابند ہو۔ عورتیں بعض ایسے مرد رشتہ داروں یا غیر رشتہ داروں کے سامنے کھلے منہ آجاتی ہیں۔ جن کا نام سورۂ نور میں محرم رشتہ داروں میں موجود نہیں۔ جیسے خاوند کا بھائی (دیور) یا بہن کا خاوند (بہنوئی)"

تو ڈاکٹر صاحب سخت الجھن میں پھنس گئے۔ اور لگے "بلکہ اور گویا" کا تکرار کرکے جان چھڑانے۔ آخر بڑی جدوجہد کے بعد انہیں یہ تاویل سوجھی۔

"میں نے تو مروجہ پردہ کی لغویت کو ظاہر کرتے ہوئے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ ایک طرف تو چہرہ کو چھپانے پر اس قدر زور دیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ہمارے ملک میں بعض ایسے رشتہ داروں سے چہرہ نہیں چھپایا جاتا۔ جو شرعی طور پر غیر محرم ہیں۔ مثلاً دیور بہنوئی وغیرہ"

نہ معلوم اس سے "مروجہ پردہ کی لغویت" کس طرح ظاہر ہوتی ہے۔ اگر چہرہ کے چھپانے پر زور دینا لغویت ہے۔ تو اس کے مرتکب خود ڈاکٹر صاحب اپنے اسی مضمون میں یہ لکھ کر ہو چکے۔ کہ

"ہماری موجودہ سوسائٹی کی اخلاقی حالت اس درجہ گری ہوئی ہے۔ کہ بلا نقاب کسی عورت کا بازار میں نکلنا مخدوش ہے۔ ...... حالت مجبوری میں ہم نے عورتوں کے چہرہ پر نقاب ڈالی ہے۔ اور یہ درست ہے" (تہذیب النسواں ۱۴ جولائی)

اور اگر ایسے رشتہ داروں سے چہرہ نہ چھپانا جو شرعی طور پر غیر محرم ہیں۔ مثلاً دیور بہنوئی وغیرہ۔ لغویت کا ارتکاب کرنا ہے۔ تو یہ جرم ان کے "حضرت امیر" سے سرزد ہو چکا۔ جنہوں نے دیور اور بہنوئی سے پردہ نہ کرنے کے جواز کا فتویٰ دیا۔

اس صورت میں کیا یہ سمجھا جائے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مروجہ پردہ کی اس لغویت کو ظاہر کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی تھی۔ جس کے مرتکب وہ خود اور ان کے "حضرت امیر" ہوئے گو بات صاف ہے۔ اور الفاظ واضح اس لئے کہنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے پہلے بیان کی غلط تاویل کرکے اپنے ہاتھوں خطرناک الجھن میں پھنس گئے۔ جس کا انہیں خود بھی احساس ہوا۔ اور تاویل در تاویل کرنے پر مجبور ہو کر انہیں لکھنا پڑا۔

"گویا میں نے ان لوگوں کو الزامی جواب دیا تھا۔ جو ایک طرف تو چہرہ کو چھپانا شرعی حکم سمجھتے ہیں۔ اور دوسری طرف بہنوئی اور دیور سے چہرہ کو چھپانا ان کے خاندان کا دستور نہیں۔ بلکہ ان میں باہمی مذاق اور دل لگی کو بھی رواج کے طریق پر روا رکھا جاتا ہے"

اگرچہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ خود ڈاکٹر صاحب انہی لوگوں میں سے ہیں۔ جو چہرہ کو چھپانا شرعی حکم سمجھتے ہیں۔ اور ان کے حسب ذیل الفاظ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ جو انہوں نے چہرہ کھلا رکھنے والی خواتین کے متعلق اپنے مخصوص انداز میں رقم فرمائے۔ کہ

"ساڑھی ہے۔ کہ اپنی وضع اور تراش خراش سے دلوں کو الگ کھینچ رہی ہے۔ آنکھوں کا سرمہ اور چہرے کا پوڈرا اور لبوں کی سرخی الگ زینت کو بڑھا رہی ہے۔ کیا اسلام نے ان زینتوں کو صریح لفظوں میں چھپانے کو کہا تھا۔ یا دکھانے کو کہا تھا۔ صاف کہا تھا۔ کہ لا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ کہ اگلے زمانہ کی جاہلیت کی طرح اپنے سنگھار نہ لوگوں کو دکھاتی پھرا کرو"

تاہم مزید اطمینان کے لئے ہم دریافت کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو عورتوں کا چہرہ کو چھپانا شرعی حکم سمجھتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر سمجھتے ہیں۔ اور ساں کے خاندان کے دستور سے بھی یہی ظاہر ہے"۔ اور دوسری طرف بہنوئی اور دیور سے چہرہ کو چھپانا بھی ان کے خاندان کا دستور نہیں" کیونکہ ان کے خاندان کا وہی دستور ہو نا ضروری ہے۔ جو ان کے "حضرت امیر" کے پسند خاطر ہو۔ تو کیا وہ لوگ جنہیں انہوں نے "الزامی جواب دیا تھا" وہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور" اور "جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم" ہی تھے۔ یا کوئی اور اگر کوئی اور تھے۔ تو ان کے نام و پتہ سے آگاہ کیا جائے۔ تا معلوم ہو سکے کہ ڈاکٹر صاحب کو ان کے خاندان کا "دستور" دیکھنے اور "ان میں باہمی مذاق اور دل لگی کو بھی رواج کے طریق پر روا" رکھنے کی ٹوہ لگانے کا موقعہ کس طرح میسر آیا۔

ہمیں خطرہ ہے۔ اگر ہم ڈاکٹر صاحب کے ان الفاظ کی تشریح کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو وہ پھر پہلے کی طرح یہ کہکر چیخنے چلانے لگ جائیں گے۔ کہ "میں اسی عالی دربار میں اپنے اس درد کا دادخواہ ہوں۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ"۔ اس لئے بہتر ہو۔ وہ خود ہی وضاحت فرما دیں۔ کیا وہ ہماری یہ گذارش منظور فرمائیں گے۔ جب انہوں نے اپنے "حضرت امیر" کے خیالات کی "زیادہ تشریح" کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے تو ان کے اپنے بیان میں جو الجھن پیدا ہو اس کی تشریح کرنا تو ان کا اولین فرض ہے۔

ضلع ملتان کے احمدی احباب ملاحظہ فرمائیں

ملتان میں احمدیہ لائبریری قائم کر دی گئی ہے۔ جیسے آپکو الفضل سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ اس لائبریری کیلئے سردست تمام احباب کی خدمت میں حسب ذیل درخواست کی جاتی ہے۔ کہ ہمارے پاس الفضل۔ فاروق۔ نور۔ تشحیذ۔ ریویو۔ سن رائز کے پرچے اس لائبریری میں کثرت سے آتے ہیں۔ مگر تقریباً تمام فائل نامکمل ہیں۔ جن اصحاب کے پاس ان فائلوں میں سے کوئی فائل مکمل ہو۔ اور وہ اس لائبریری کو دے سکیں تو ان کی مہربانی ہوگی۔ اور اگر مکمل نہ ہوں۔ نامکمل فائل ہوں۔ تو بھی وہ اس لائبریری کو دے جائیں۔ تاکہ یہ فائل جو ہمارے پاس ہیں مکمل کئے جا سکیں۔ جو احباب اس کار خیر میں حصہ لے سکیں۔ وہ خاکسار سے خط و کتابت فرمائیں۔ مشکور ہونگا۔ والسلام شیخ محمود احمد مصری احمدیہ دار التبلیغ ملتان

دکن کا لنڈن

ہندوستان میں اسلامی شوکت کی واحد یادگار

(نوشتہ الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر)

دوسرا ویسٹ منسٹر

جنوبی ہند کی سطح مرتفع پر دونوں گھاٹوں کے درمیان اسلامی شوکت کی واحد یادگار ریاست حیدرآباد دکن ہے۔ اس سلطنت ...... کے دارالحکومت کو مسلمانانِ ہند کا لنڈن کہا جائے۔ تو بجا ہے۔ ہمارے اس لنڈن میں افضل گیٹ ویسٹ منسٹر کے مشابہ ہے۔ کیونکہ سالارجنگ بلڈنگ کے ایک بالاخانہ سے جہاں دارالوکالت اور انجمن ترقی اسلام جنوبی ہند کا دفتر ہے۔ اگر وہ آنکھ جس نے دارالسلطنت برطانیہ دیکھا ہو۔ اور برسوں دیکھا ہو۔ اپنے ارد گرد نظر ڈالے۔ اور ہمت خیال کو جولانی دے کر ویسٹ منسٹر کا منظر بھی سامنے لے آئے۔ تو اسے اپنی طغیانی کے لئے شہرت رکھنے والی موسٰی ندی کو (جو ان دنوں صرف پانی سے پر ہے) دریائے ٹیمز قرار دینا اور نئے پل کو ویسٹ منسٹر برج کہنا پڑے گا۔ اور خوبصورت شاندار موسٰی ندی کے پانیوں پر سایہ ڈالنے والی صدر ہسپتال کی عمارت کو دوسرا سینٹ ٹامس ہسپتال اور اس کے بالمقابل ہائی کورٹ کو پارلیمنٹ ہوسٹر تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہ ہوگا البتہ حیدرآباد کی ویسٹ منسٹر ایبی یعنی مکہ مسجد جس میں شاہان دکن کے مقابر ہیں پل سے نسبتاً زیادہ فاصلہ پر معلوم ہوگی۔ اور افضل گیٹ کا گھنٹہ گھر لنڈن کے بگ بن (Big Ben) کا چھوٹا بھائی نظر پڑیگا

راہ گذروں پر ایک نظر

نئے پل کے نزدیک بلندی پر کھڑے ہو کر اگر آپ سلسلہ آمد و رفت ملاحظہ کریں۔ تو گو آپ کو لنڈن ٹریم اور اومنی بس (Omnibus) تو نظر نہیں آئے گی۔ لیکن موٹر گاڑیاں۔ گھوڑا گاڑیاں۔ شکرمیں۔ جھٹکے۔ ٹانگے۔ موٹر سائیکل۔ سائیکل۔ بیل گاڑیاں وغیرہ۔ اور پیدل آمد و رفت کا مشغول نظارہ سیاہ پوش پولیس مین کی انگلی کے اشارہ پر حرکت کرتا ہؤا کسی صورت میں لنڈن سے کم نہیں معلوم ہوگا۔ آپ جہاں دکن کی ہلال بدوش دستار کو نوابان۔ الملک۔ الدولہ۔ نواز جنگ۔ یار جنگ۔ جنگ۔ مہاراجہ۔ راجہ۔ بہادران کے زیب سر دیکھکر برطانیہ کے امرا و لارڈز کی ٹاپ ہیٹ یاد کریں گے۔ اور دکنی شیروانیوں کو دیکھ کر ویسٹ اینڈ کے کارگیر درزیوں کا خیال آپکے دل میں آئے گا۔ وہاں اسلام کے آنے سے پہلے کی ہندو تہذیب کے شواہد بھی خصوصاً آپ کے سامنے پیش ہونگے۔ دکنی ہندو عورتیں ساڑھی و چولی پہنے برہنہ سر۔ برہنہ پا کہیں کھلی پنڈلیاں اور کہیں کھلی پسلیاں دکھاتے گذرنے کا تماشا آپ کو یقین دلائے گا۔ کہ دکن نے مس میو کو اپنی کتاب کے لئے معقول طور پر بہت سا مصالحہ دیا ہے۔

حیدرآباد کی زندگی

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ دکن کا لنڈن برطانیہ کے لنڈن کی تقلید زندگی کے ہر شعبہ میں آرہا ہے۔ اگر آپ کو میری طرح سید بشارت احمد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کے دفتر میں رات گذارنے کا اتفاق ہو۔ تو آپ تھیٹر و سینماؤں سے فارغ ہو کر آنے والے حیدرآبادیوں کو نصف شب کے وقت گاتے ہنستے۔ سر میں الاپتے واپس گھروں کو جاتے دیکھینگے۔ اور اس تعداد کو جو زیادہ تر مسلمان رعایائے سرکار نظام پر مشتمل ہوتی ہے۔ آپ ہفتہ کے تمام روز یکساں بلکہ روز بروز بڑھتے ہوئے پائینگے۔ نئے تھیٹر و سینما بھی تعمیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور اگر "پیارے صاحب" یا "مس میری" کا ورود ہو جائے تو جن لوگوں کو مارواڑی ساہوکار عام ضروریات زندگی کے لئے فراخدلی سے قرضہ دیتے رہتے ہیں۔ ان کو کھیل دیکھنے کے لئے بھی اچھی طرح قرضہ مل جاتا ہے۔ اور تھیٹر کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ باقی رہا ذکر ساقی۔ تو یاد رہے۔ کہ گو حیدرآباد موسم کے لحاظ سے لنڈن کا سا بارہ ماسہ تر نہیں مگر اپنے حریف خشک امریکن جانسن پسی فٹ کی آنکھ توڑنے اور مغربی دختت رز کی رفاقت کے صدقے اصطلاحی "تر" ہونے میں اگر لنڈن سے ایک قدم آگے نہیں۔ تو کسی طرح پیچھے بھی نہیں۔

لیکن جس طرح لنڈن نیک لوگوں سے خالی نہیں۔ اسی طرح حیدرآباد بھی ایسے وجود رکھتا ہے۔ جو تھیٹر نوازوں کی واپسی کے وقت اپنے مولا کے حضور تہجد کی نماز میں کھڑے اور ان غلطی خوردہ مسرفین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

حیدرآباد کے بھکاری

دکن میں پیشہ ور فقیروں کی ہر جگہ کثرت ہے۔ اور جمعرات جمعہ کے دن تو اکثر مکانوں۔ دوکانوں کے سامنے مفلوک الحال۔ افلاس زدہ بھکاریوں کی قطاریں لنڈن کی کیوز ...... کی طرح جو ریلوے دوکانوں۔ تھیٹر وغیرہ کے سامنے دیکھنے میں آتی ہیں جس طرح لنڈن کا فقیر بعض اوقات گا اور بجا کر سوال کرتا ہے۔ اسی طرح آپ کبھی غیر مسلم اچھوت دکنی سائلین کی جماعتیں تلیگو گیت گاتی ہوئی دیکھیں گے۔ اور کبھی مسلمان پنج پیر یعنی چار شاگرد اور ایک امیر طشت میں لوبان سلگا کر اسے ہاتھ میں لئے چلتا۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا پائینگے۔ اور کبھی آپ "اللہ حکم کردے" کی صدا سنیں گے۔ اور گاہ آپ ایک خوش الحان فقیر کو گنہگار کے لئے بخشش کی امید دلاتے ہوئے یہ شعر پڑھتا سنیں گے ؎

اے بے نیاز مالک۔ مالک ہے نام تیرا
عصیاں ہے فعل میرا بخشش ہے کام تیرا

اور گاہ دوسرے کو تصوف کے کسی دلدادہ کی ضیافت کا سامان ذیل کی آواز سے مہیا کرتا پائینگے۔ ؎

من بھر کے نہ دیکھا تھا ہونے لگی رسوائی
بس ایک ہی جلوہ میں ہم ہوگئے سودائی
کرتا ہے حیا کب تک اے پردہ نشین کرلے
محشر میں تو دیکھیں گے تجھکو ترے شیدائی

حیدرآباد کے جلوس

بالاخانہ سے افضل گیٹ بازار پر دیکھتے ہوئے آپ کو اکثر شادی کے جلوس نظر آئیں گے۔ جن میں دولھا گھوڑے پر کپڑوں میں چھپا ہؤا۔ اور دلہن حیثیت کے مطابق۔ پالکی۔ گاڑی یا موٹر میں ہوگی۔ اور دلہن کی سواری پھولوں سے بالکل لدی ہوئی ہوتی ہے۔ خصوصاً امراء کی حالت میں موٹر کا پھولوں سے ڈھکا ہوا ہونا قابل دید منظر ہوتا ہے۔ ان جلوسوں کے آگے باجہ تاشہ نفیرے بینڈ۔ مسلح سپاہ۔ عرب تلوار زن حسب رعایت تمول و درجہ ہوتے ہیں۔ اور ایک والئے پائگاہ یعنی سلطنت حیدرآباد کے ماتحت ریاست کے فرزند کی شادی پر تو افواج۔ بینڈ اور جہیز کا سامان اور گیس کے ہنڈے اور کاغذی پھولوں کے پودے انسانی سروں پر متحرک فرش بہتا ہؤا روشنی کا دریا اور چلتا ہؤا سبز باغ دکھائی دیتے ہیں۔ ان جلوسوں کے علاوہ مشائخین کے عرسوں پر صندل کے جلوس نکلتے ہیں۔ جن کے آگے جھنڈے۔ دف اور ایک حالت میں سبز پوش اونٹ لائے گئے۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہوئے جلوس میں شامل ہونے والے آہستہ آہستہ خراماں خراماں نکلے۔ ان تمام جلوسوں کے باجے مساجد کے سامنے بند ہو جاتے ہیں۔

سلطنت حیدرآباد کی فوجیں بھی جلوس میں مارچ کرتی ہوئی نکلتی ہیں۔ اور تمام وفادار رعایان فرخندہ بنیاد شہر یار دکن پڑھتے ہیں "الٰہی طفیل حسین وحسن۔ سلامت رہے بادشاہ دکن"

ایک مرتبہ رات کے قریباً بارہ بجے ہندو بوائے سکوٹس کا دستہ بھی اس بازار سے گذرا اور یہ بچے گاتے جا رہے تھے "بسے رہے سکھ میں سدا بھگوان۔ ہمارا پیارا ہندوستان" بچوں کی دو آوازیں تھیں۔ ایک آواز خصوصیت سے ہندوستان کے ہندو کو زور سے پڑھکر مسلم کی ہوا کے رُخ کا پتہ دیتی تھی۔

حیدرآباد کی پرانی اردو

ہندوستان کی واحد قومی زبان اور عہد اسلامی کی برکات کی یادگار اُردو کو جس قدر عروج دکن سے ملا۔ اور مل رہا ہے۔ اس کا اندازہ حیدرآباد آنے اور عثمانیہ یونیورسٹی اور دارالترجمہ کے کام کو دیکھنے والے ہی کر سکتے ہیں۔ اور پھر جن لوگوں کا مذہبی لٹریچر اُردو میں ہو۔ اور جو لوگ بیرون ہند دور دراز ممالک میں بھی اُردو کو اسلام کے دور جدید میں زندگی بخش لٹریچر کی زبان سمجھکر اس کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ صرف وہی اس علمی خدمت کے قدردان ہوسکتے ہیں۔

یہ تو علمی ادبی خدمت ہے ۔ جو سلطنت آصفیہ کر رہی ہے ۔ مگر یہاں کی پرانی زبان اپنے اندر جو خصوصیات رکھتی ہے ۔ اور دکنی لہجہ و طرز جس طرح اسے پیاری بنا دیتا ہے ۔ اس کا ذکر قارئین کرام کو لطف دئے بغیر نہ رہیگا۔

میں نے ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر بھی دکن کا سفر کیا ہے ۔ اور مسلمانوں کی زبان کو جسے ہندوستانی کہتے ہیں ۔ اور یہیں دکنی اُردو ۔ ہر جگہ ایک سا پایا ہے ۔ چند فقرات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ایک دوست باتیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں " موسیٰ ندی میں جو پرسوں سال میں طوفان آیا تھا " اس طوفان کو کئی برس ہو چکے ہیں ۔ مگر دکنی " پرسوں " سے مراد کل سے پہلے کا دن نہیں ۔ بلکہ کچھ برسوں ہے ۔

۲۔ آپ کسی دوست کے ہاں جائیں ۔ اور صاحب خانہ کا پتہ نئے نوکر سے دریافت کریں ۔ تو کہیگا " کیا ہے کہ معلوم نہیں کہاں ؟ " مزید سوال پر نوکر صاحب ادب سے کہیں گے ۔ تقصیر ، میں نیا ہوں ۔ وہ آدمیاں پرانے ہیں سب باتاں جانتے ہیں ۔ تقصیر سے مراد قصور ہے ۔ اور آدمیاں ۔ باتاں ۔ مولویاں ۔ بنیاں ۔ واعظاں ۔ لوگاں ۔ حیدر آبادی جمع بنانے کا طریقہ ہے ۔

۳۔ ہم کھانا کھاتے ہیں ۔ میزبان مکرم کی بھولی اور پیاری بچی " لیمۃ المسا آتی " ہے ۔ اور نیک بیٹیوں کو جو حیا ملنا چاہیئے ۔ اس سے وافر حصہ لئے ہوئے لہجہ میں کہتی ہے ۔ " کیا ہونا جی حضرت ؟ " یعنی کیا کھانے پینے کی کوئی اور چیز درکار ہے ۔ ہمارا معزز میزبان بھولی بھالی علیمہ کا مخلص والا جواب دیتا ہے " کیا بھی نہیں ہونا ما " یعنی بیٹی کچھ بھی درکار نہیں ۔ ما سے مراد بیٹی دلاڑکی لیا جاتا ہے ۔

۴۔ ہمارا ایک عزیز دوست کسی مباحثہ کا تذکرہ سناتے ہوئے " میں بولا " " وہ کتاب لالیا " ایسے خوشکن فقرے بولکر جانے کے لئے معانقہ کرتا ہوا اور کہتا ہے " حاضر ہوتا ہوں " جس طرح دکنی سر کا ہلنا نہیں کی بجائے ہاں ہوتا ہے اسی طرح " حاضر " کے معنی " غائب " کے ہیں ۔ لیکن غیر ملکی اثر اور علمی ادبی کوششیں پرانی زبان کو جلد جلد بدل رہی ہیں ۔ اور حیدر آباد ادب اردو میں بھی ہندوستان کا مرکز بن رہا ہے ۔

ویدک دھرم کی عالمگیری اور شدھی کی ناکامی

اسلام دنیا میں سب سے پہلا مذہب ہے ۔ جس نے اقوام عالم کو دین واحد کی دعوت دی ۔ اور عالمگیر اخوت کو قائم کیا ۔ انسانی مساوات کا پرچم بلند کیا ۔ اور تمام انسانوں کو ان کے حقوق عطا کئے ۔ یہی وجہ تھی ۔ کہ اسلام نہایت سرعت سے مقبول ہوگیا ۔ اور دنیا کا ایک معتدبہ حصہ اس کی حلقہ بگوشی میں شامل ہوگیا ۔ اور ہوتا رہا ہے ۔ اسی قابل رشک حالت کو دیکھ کر ہندوؤں میں بھی ایک جدید تحریک " شدھی " جاری ہوئی ۔ اور انہوں نے بھی اسلام کی دیکھا دیکھی غیروں کو ویدک دھرم کی دعوت دینی شروع کر دی لیکن چونکہ مذہبی اور تمدنی طور پر نئے آنے والوں کے لئے کوئی حقوق نہ تھے ۔ اس لئے انہیں یہ سودا بہت مہنگا پڑا ۔ اور اب وہ اپنے کئے پر پچھتا رہے ہیں ۔ چنانچہ " پرتاپ " لاہور میں شری بیان مہاشہ سنت رام جی بی ۔ اے " کا مضمون بعنوان " شدھی کا ڈھونگ " شائع ہوا ہے جس کے چند اقتباس ہدیۂ ناظرین ہیں :۔ لکھتے ہیں :۔

" آپ خود دیکھ سکتے ہیں ۔ کہ اس سمے ہندو سماج میں دوسرے دھرموں سے کتنے لوگ شدھ ہو کر آئے ہیں ۔ جن کی شدھی کی خبریں اخباروں میں موٹے اکھشروں (حرفوں) میں چھپتی رہی ہیں ۔ ان کی تعداد کم سے کم پانسو تو ہو گی ۔ مگر ان میں سے مجھے بیس کے نام تو گنا دیجئے ۔ جو آج بھی ہندو ہوں ۔ وہ سب کے سب واپس نہیں لوٹ گئے ۔ پچھلے دسمبر کے مہینے میں لاہور میں تین چار مسلمان شدھ ہوئے تھے ۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام پنڈت دیانند رکھا گیا تھا ۔ عربی کا بہت بڑا عالم کہا جاتا تھا ۔ آریہ سوراجیہ سبھا نے ان کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملائے تھے ۔ ان کی شدھی پر بڑا ہرش پرگٹ کیا گیا تھا ۔ پرنتو آج وہ دیانند کہاں ہے ؟ " تیج دہلی " کے منشی پریم چند سابق شیخ انعام الحق آج کہاں ہے ؟ لاہور کے قریب جن مسلمان شدہ بازیگروں میں سے چند ایک کو دوبارہ شدھ کرنے پر آریہ سوراجیہ سبھا نے خوب اشتہار بازی کی ۔ اور دھن اکٹھا کیا تھا ۔ وہ آج کس دھرم میں ہیں ؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ ۹۵ فیصدی سے بھی زیادہ لوگ واپس چلے گئے ہیں ۔۔۔۔۔ ملکانوں کی شدھی کی جو رپورٹ سماچار پتروں میں چھپتی رہی ہے ۔ اس کے انوسار شدھ ہونے والوں کی گنتی ڈھائی لاکھ سے کم نہیں پہونچتی ۔ مگر مجھے ایک بھائی سے جو شدھی کے پرچارک ہیں ۔ یہ جان کر بڑا دکھ ہوا ۔ کہ جن ملکانوں کے ساتھ ہندوؤں کا کھان پان ہے ۔ ان کی تعداد اس سمے بیس ہزار سے زیادہ نہیں ۔۔۔۔۔ کلکتہ میں ہندو مشن نام کی کوئی سوسائٹی ہے ۔ اس کے بڑے کارکن نام سے ایک سنیاسی جان پڑتے ہیں ۔ ان کے دوارہ کی جانے والی شدھیوں کی جو رپورٹ سماچار پتروں میں چھپا کرتی ہے ۔ وہ اتنی ناقابل اعتبار ہوتی ہے ۔ کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے ۔ سوامی جی مہاراج ایک ایک دن میں ۲۰ ۔ ۳۰ ۔ ۳ ہزار عیسائیوں کو ہندو بنا ڈالتے ہیں ۔ اس مشن کے کام کی رپورٹ کو پڑھ کر مجھے بھی بڑی حیرانی ہوا کرتی تھی ۔ پر تو جب پتہ لگا یا ۔ تو ساری باتیں ہوائی قلعے اور شیخ چلی کی کہانیاں سدھ ہوئیں جو بھولے بھالے ہندوؤں اور خاصکر مارواڑیوں کو پرسن کر کے اپنا سوارتھ سدھ کرنے کے لئے گھڑی اور شائع کی جاتی ہیں حقیقت میں بیس ہزار تو دور بیس کی بھی شدھی نہیں ہوتی " (۱۸ / اکتوبر)

اس اقتباس سے ظاہر ہے ۔ کہ شدھی کی خبروں میں کس قدر مغالطہ سے کام لیا جاتا رہا ۔ اور کس طرح پبلک کو دھوکہ دیا جاتا ہے ۔ ہم خود واقعات کی بنا پر بہت خبروں کو غلط سمجھتے ہیں ۔ مگر مسلم کارکنوں کے لئے یہ بات غافل اور سست کرنے والی نہ ہو ۔ کیونکہ اگر وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہینگے تو پھر " ۹۵ فیصدی سے زیادہ لوگ " کیسے واپس ہونگے ؟ اس قدر کثیر تعداد کی واپسی اس بات پر بین شہادت ہے ۔ کہ ہندو دھرم میں دوسری قوموں کو جذب کرنے کی ہرگز طاقت نہیں ۔ اور اس کا ہاضمہ بہت کمزور ہے خود مہاشہ صاحب موصوف لکھتے ہیں :۔

" مولانا محمد علی نے بھائی پرمانند سے ٹھیک کہا تھا ۔ کہ آپ کی شدھی اور اچھوت ادھار اسلامی تبلیغ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ دیکھئے آج ہی ایک بھنگن کو مسلمان کر کے اپنی بیگم بنا سکتا ہوں ۔ میں کسی بھی مسلمان بننے والے یوگیہ ہندو کے ساتھ اپنی کنیا کا بیاہ کر سکتا ہوں ۔ کیا آپ یا مالوی جی میں یہ حوصلہ ہے ؟ ۔ اگر نہیں تو پھر آپ شدھی کا شور مچا کر ہمیں کیوں چڑاتے ہیں ۔ مولانا کو بھائی جی نے کیا اتر دیا ۔ سو ہم نہیں جانتے پر ہماری اتر آتما کہہ رہی ہے ۔ کہ سارے ہندو سماج کے پاس اس کا کوئی اتر (جواب) نہیں ہے "

اب اگر یہ سوال ہو ۔ کہ پھر مسلمانوں میں سے بعض کیوں اشدھ ہو جاتے ہیں ۔ تو اس کا بہترین جواب بھی وہی لوگ دے سکتے ہیں جن کے ہاں یہ لوگ جاتے ہیں ۔ سو یہی مہاشہ سنت رام جی منتری جات پات توڑک منڈل لاہور لکھتے ہیں :۔

" آج کل جتنے بھی مسلمان شدھ ہو کر آریہ دھرم میں آتے ہیں ۔ ان میں سے زیادہ تر مفت خور اور نکمے ہوتے ہیں ۔ پھر مسلمان استریاں تو صرف وہی شدھ ہوتی ہیں ۔ جن کا کسی کے ساتھ پہلے ہی آچار (چال چلن) بگڑ چکا ہوتا ہے ۔ کوئی بھی معزز مسلمان پریوار شدھ نہیں ہوتا ۔ میرے ان شبدوں سے شاید شدھی سبھا کے کارکن ناراض ہو جائیں ۔ مگر یہ ایک ایسی سچائی ہے ۔ جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا ۔ کیا کوئی آریہ سماجی اس بیان کو جھٹلا سکتا ہے ؟ اگر نہیں تو کیا وہ صرف ایسے ہی شدھ ہونے والوں مرد یا عورتوں پر فخر کر سکتے ہیں کیا وہ نادم نہ ہونگے ۔ کہ کوئی معزز مسلمان شدھی کے فریب میں نہیں آسکتا ۔ ہاں سینکڑوں معزز ہندو آئے دن اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں ۔ اس ایک " حقیقت " سے ہی ویدک دھرم اور اسلام کی حقیقت اظہر من الشمس ہے ۔

اسلام نے تمام انسانوں میں مساوات کی ہمہ گیر رو کو پیدا کر دیا ۔ اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی ذلیل اور پست اقوام کو بلند کرنے والا قرار دیا ۔ اور آپ ہی نے غلاموں کو آزاد کر کے انسانیت کے حقوق عطا فرمائے ۔ اور سب سے پہلے اپنے غلام زید سے ایک معزز قریش زادی خاتون کا عقد کرا یا ۔ تا غلاموں کی صدیوں کی ذلت دور ہو ۔ چنانچہ ایسا ہی ہو گیا ۔ ہندوستان میں ہندوؤں نے جن اقوام کو غلام بنا رکھا تھا ۔ انھوں نے اسلامی شان اخوت کو دیکھ کر اسلام کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھا ۔ ہندوؤں کو ایک خوف دامنگیر ہوا ۔ اور انھوں نے ان کو اپنے ساتھ ملانا شروع کیا ۔ مگر ع

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے ۔ کاٹھ کی ہنڈیا کب تک کام دے سکتی ہے ۔ آخر پول کھل گیا ۔ اور ادنے اقوام شدھی کے دام سے منحرف ہو گئیں ۔ چنانچہ مہاشہ سنت رام صاحب نے اس صداقت کا بھی کھلے طور پر اعتراف کیا ہے ۔ لکھتے ہیں :۔

" ہندو انسانیت کے خیال سے متحرک ہو کر اچھوتوں کو برابری اور بھاؤ (اخوت) کا حق دینے کو تیار نہیں ۔ وہ صرف اپنے پولیٹکل حقوق کی حفاظت کے لئے دلتوں (ادنے اقوام) کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں ۔ دلت بھائی بھی ان کی اس چال کو خوب سمجھتے ہیں ۔ انکا ہندوؤں پر سے وشواس اٹھ گیا ہے ۔۔۔۔ حالات بتلا رہے ہیں ۔ کہ ہندو اچھوتوں کو کبھی مساوی حقوق دینے کو تیار نہیں ۔ وہ چاہتے ہیں ۔ کہ ان کی حالت پہلے سے تو کچھ بہتر ہو جائے مگر وہ رہیں ہمارے غلام کے غلام ہی ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ انسانیت کا درجہ قومیت سے اونچا ہے ۔ سات آٹھ کروڑ اونچی ذات کے دھنوان ہندوؤں کے فائدہ کیلئے سات کروڑ انسانوں (اچھوتوں) کو قربان کر دینا پرلے درجہ کی خود غرضی اور بے انصافی ہے " (رنبیر ، مترم ۱۲ / اکتوبر)

اس واضح بیان کے بعد " اچھوتوں " کو ہندوؤں کی " خود غرضی " کا شکار نہ بننا چاہیئے ۔ ان کے لئے اسلام نے مساوات کے دروازے کھول رکھے ہیں ۔ جیسا کہ اوپر مولانا محمد علی صاحب کے الفاظ میں بھی بیان ہو چکا ہے ۔ اگر ہمارے وہ بھائی جن کو ہندو " اچھوت " قرار دیتے ہیں ۔ آزاد ہونا چاہتے ہیں ۔ تو بجز اسلام کے کوئی چارہ نہیں ۔ ہندو تو انہیں " غلام " ہی